تحفہ
علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ
مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
تحفہ
علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ
مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

نام کتاب	تحفہ علامہ احسان الٰہی ظہیر
طابع وناشر	مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
سال اشاعت	جنوری ۲۰۱۹ء
تعداد اشاعت	گیارہ سو
صفحات	80

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com
Whatsapp No: 9889123129

فہرست

OOO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

برصغیر میں اہلِ حدیث کی دعوت اور ان کی تاریخ اتنی قدیم ہے جتنی قدیم اسلامی دعوت ہے، اور یہ دعوت وہی دعوت ہے جسے امام الانبیاء نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کے نزدیک حق بات وہی ہے جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے مطابق ہو، اور انھیں کے فرمان حق وصداقت کے معیار ہیں۔ اسی دعوت کے نشر واشاعت اور تبلیغ کے بارے میں ایک مرتبہ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:

''برصغیر کا کوئی قصبہ اور بستی ایسی نہیں جس میں اہلحدیث نے لوگوں کو قرآن وسنّت سے آگاہ نہیں کیا اور برصغیر کا کوئی ویرانہ ایسا نہیں جسے اہل حدیثوں نے الٰہی مسجدوں سے آباد نہیں کیا، اور برصغیر کا کوئی بُت کدہ ایسا نہیں جہاں اہلِ حدیثوں نے اذانیں نہ دی ہوں۔'' (بحوالہ روزنامہ ''جنگ'' لاہور، ۱۲/۱۲/۱۹۸۱ء)

علامہ کی بیان کردہ تاریخ ساز حقیقت کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو ہمیں نفوسِ قدسیہ کی ایسی جماعت نظر آئے گی جس نے ہر میدان میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخی ابواب بن گئے۔ علامۃ الہند شاہ ولی اللہ دہلوی، علامہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، شاہ اسماعیل شہید، علامہ فاخرالہ آبادی، علامہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی، فخر المحدثین شیخ الکل فی الکل سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی، علامہ محمد ابراہیم آروی، علامہ شمس الحق عظیم آبادی، علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری، علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی، علامہ عبداللہ غازی پوری، شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، استاذ الاساتذہ علامہ عبدالمنان وزیرآبادی، علامۃ العصر ابراہیم میر سیالکوٹی، علامہ عبداللہ غزنوی، سید محمد داؤد غزنوی، علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی، علامہ عبدالوہاب آروی، علامہ نذیر احمد املوی، علامہ محمد اسماعیل گوجرانوالہ، مولانا ابوالکلام آزاد، سید عبدالخبیر صادقپوری، حضرت مولانا محمد گوندلوی رحمہم اللہ، جیسے نادرۂ روزگار، خلوص وللّٰہیت کے پیکر، علم وعمل کے مجسم، رجالِ دعوت وفکر، تصنیف و

تالیف، درس وتدریس، صدق وصفا، صبر واستقامت، شجاعت وبسالت کے سلسلۃ الذہب کی ایسی کڑیاں ہیں جنھوں نے اس تحریک کی آبیاری کی، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اس بتکدہ میں ہر سو قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دلنوا گونجتی سن رہے ہیں۔

یہ وہ قافلہ تھا جس نے بلا خوف وخطر ہر میدان میں اپنی آواز کو بلند کیا، اپنا پیغام حق سنایا، لوگوں کو کتاب وسنت کی دعوت دی اور شرک وبدعت، اوہام وخرافات، غیر شرعی رسم ورواج کی دلدل سے باہر نکال کر ایک شاہراہ مستقیم پر گامزن کیا جو کتاب وسنت کی طرف رجوع، اسلاف کی تعمیری حریت فکر اور اسلام کی ٹھوس دعوت کی مضبوط نیز غیر متزلزل بنیادوں پر قائم ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی نابغۂ عصر، جدید وقدیم کا مرقع، بذاتِ خود انجمن، قائد اہلِ حدیث علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عہد ساز شخصیت تھی۔ وہ ایک شخصیت ہی نہیں بلکہ ایک عہد اور تحریک تھے جو ایک ہلال کی طرح ابھرے اور چاند کی طرح غروب ہو گئے مگر اپنے پیچھے ایک سبق آموز تاریخ چھوڑ گئے۔ انھوں نے نہ صرف اہل حدیثان پاکستان کی قیادت کی بلکہ وہ سلفیانِ عالم کے دلوں کی دھڑکن بن گئے اور دنیائے اسلام کے سامنے یہ حقیقت آشکارا کر گئے کہ اگر دنیا میں اسلام کی کوئی سچی تعبیر ہے تو وہ ہے **مسلک اہل حدیث!**

زیر نظر کتاب علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے ان خطبات ومقالات اور تحریروں وتقریروں کے اہم ومفید اقتباسات کا مجموعہ ہے جس کا ایک ایک لفظ حرکت وعمل، بے باکی وبے خوفی، عزم وحوصلہ، ہمت واستقامت اور شجاعت وبسالت کا درس ہے، اور ہم بجا طور پر یہ امید کرتے ہیں کہ شہید سلفیت کے رشحات فکر کا یہ گہر بار مجموعہ ہمارے نوجوانوں کے احساس وشعور کو بیدار کرنے، ان کے عزائم وحوصلوں کو جلا بخشنے، جمود وتعطل کو توڑنے، سلفی غیرت اور مسلکی حمیت پیدا کرنے کے لئے مہمیز ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

قابلِ ستائش ہیں ہمارے محبِّ گرامی، مؤرخ اہل حدیث، ناموس صحافتِ سلفیت، مخلص بزرگ مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری اور نامور اہل حدیث صحافی ہمراز علامہ شہید، قدردان علم وعلماء بشیر احمد انصاری ایم اے، مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور حفظہما اللہ جن کی لیل ونہار کی جد وجہد، تگ ودو اور دیدہ ریزی سے یہ مجموعہ قابلِ اشاعت ہوا۔

اس کی اشاعت میں شیدائے سلفیت ،فدائے اہل حدیث نامور ادیب وشاعر جناب علیم ناصری ایم اے مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور کا تعاون بھی شامل رہا۔

ہندوستان میں مکتبہ الفہیم، مئو کی جانب سے اس مجموعہ کی اشاعت جس طرح یہ شہید سلفیت سے گہری محبت وعقیدت اوران کے بے مثال خدمات کوخراج تحسین کے مترادف ہے۔اسی طرح یہ ہمارے باغیرت سلفی نوجوانوں کے لئے قیمتی تحفہ بھی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ مجموعہ دلوں کو گرماتا اوراس مردِ عظیم کی عظمت وکردار کو آئندہ نسلوں کے لئے یاد دلاتا رہے گا۔اور بقول علیم ناصری ایم ،اے۔

جو ہو سکے ہمیں پامال کر کے آگے بڑھ = نہ ہو سکے تو ہمارا جواب پیدا کر

یہ مجموعہ سلفیانِ ہند میں علامہ کا کمالِ جرأت اور جوش حق گوئی پیدا کرنے میں اہم رول ادا کرے گا۔

وما ذٰلک علی اللہ العزیز.

ناشر

توحید کے فوائد

توحید کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ توحید کا عقیدہ اپنانے کے بعد آدمی غیر اللہ کے ڈر سے بالکل بے نیاز ہو جاتا ہے پھر کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس لئے کہ توحید والے کا یہ یقین بن جاتا ہے **لا الٰہ الا ھو یحيٖ و یمیت**، موت بھی اس کے قبضے میں، زندگی بھی اس کے قبضے میں، اس کے سوا نہ کوئی مار سکتا ہے، نہ کوئی زندہ کر سکتا ہے اور جن کا عقیدہ یہ ہو کہ گجرات والا بھی مار سکتا ہے۔ لاہور والا بھی۔ وہ اپنے بڑے سے نہیں ڈریں گے تو اور کس سے ڈریں گے، اور جن کا عقیدہ یہ ہو کہ ساری کائنات مل کر کچھ بگاڑ سکتی نہیں۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

(قرآن وحدیث کانفرنس، سیالکوٹ۔ ۲۹ر فروری ۱۹۸۷ء)

○○○

آج تمہیں ایک موٹا قاعدہ دیئے جا رہا ہوں کہ سچا وہ ہے جو اپنی طرف نہیں بلاتا۔ اپنے خدا کی طرف بلاتا ہے اور جھوٹا ہونے کی علامت یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی ہی طرف بلاتا ہے، کہتا ہے میں مر جاؤں گا تو زردہ پلاؤ پکا کے میری قبر پہ لے آنا۔ مرتے ہوئے بھی اپنا ہی خیال۔ او حضرت جی! تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا اس زردہ پلاؤ اور دیگر خورد و نوش کی چیزوں کا۔ کہتا ہے میری قبر ٹھنڈی ہو جائیگی۔

○○○

یاد رکھنا! سچ کی علامت یہ ہے کہ سچا لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلاتا، کبریا کی طرف بلاتا ہے اور جھوٹا لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔

کائنات کے امام دنیا سے جاتے ہوئے کیا فرما گئے تھے؟ ان کا آخری پیغام کیا تھا؟ ''میری قبر کو بت بنا کے پوجنا نہ شروع کر دینا، اللہ ہی کو پوجنا'' اس سے پتہ چلتا ہے توحید کی اہمیت کیا ہے؟

سنو! آج ہم اپنے اس اسٹیج سے بانگ دہل یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہم خدا کی حاکمیت کے مقابلے میں نہ مرے ہوؤں کی حکومت ماننے کے لئے تیار ہیں نہ زندوں کی۔ اور شرک صرف

اسی کا نام نہیں کہ آدمی مرے ہوؤں سے ڈرے، اس کا نام بھی شرک ہے کہ آدمی خدا کے مقابلے میں زندوں سے بھی ڈرے۔

لوگو! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں توحید کی نعمت سے مالا مال کیا ہے۔

(قرآن وحدیث کانفرنس سیالکوٹ، ۲۹ر فروری ۱۹۸۷ء)

OOO

اس دفعہ بیرونی ممالک کے سفر میں مجھے ایک آدمی ملا۔ زندگی میں بڑے لوگ دیکھے ہیں۔ ایسا آدمی میں نے کم ہی دیکھا ہے۔ عراق میں وہ شخص جگہ جگہ سلام کہتا، میں نے کہا کس کو سلام کہتے ہو۔ کہنے لگا اس علاقے میں میرا پیر رہتا ہے۔ بغداد سارا پیروں سے بھرا ہوا ہے داڑھی رکھی ہوئی۔ آدمی بڑا ہی نیک، ایک دن مجھے موقع مل گیا۔ میں نے کہا عرش والے نے تیری پیشانی کو اتنا اونچا بنایا اور فرمایا۔

سخر لکم الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ.

او کائنات کے بندے! چاند بھی تیرے لئے بنایا۔ سورج بھی تیرے لئے۔ ستارے بھی تیرے لئے۔ روز و شب کی گردش بھی تیرے لئے، لپکتی ہوئی روشنی بھی تیرے لئے۔ زمین کی پہنائیاں بھی تیرے لئے۔ چمکتی ہوئی دھوپ بھی تیرے لئے، مہکتے ہوئے گلاب بھی تیرے لئے، چہکتے ہوئے پرندے بھی تیرے لئے اور تو میرے لئے اور تو نے اپنے آپ کو اتنا رسوا کیا کہ تو نے اپنے آپ کو مٹی کے لئے، چوکھٹوں کے لئے بنا دیا۔ تو نے اپنے آپ کو مرے ہوؤں کی ہڈیوں کے لئے بنا دیا۔ تجھ سے زیادہ پست کون ہے۔ خدا کی قدرت ہے۔ بات اس کے دل میں آ گئی آنکھوں سے آنسوں رواں ہوئے۔ واپس آیا۔ رات گذاری صبح میرے پاس آیا تو آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس نے کہا زندگی میں جو لطف آج کی رات گزارنے میں آیا ہے۔ زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ کہنے لگا ۴۶ برس کی عمر ہو چکی ہے آج تک جتنی راتیں گزاری ہیں، راتوں میں ۱۰۰ آدمی سے معافی مانگ کر سویا، کبھی بغدادی سے معافی مانگی، کبھی کرخی سے معافی مانگی، کبھی رازی سے معافی مانگی۔ کبھی غزالی سے معافی مانگی، کبھی نجف والے سے معافی مانگی، کبھی کربلا والے سے معافی مانگی۔ کبھی دائیں والے سے، کبھی بائیں والے سے اور آج پہلی رات سویا تو محمد

ﷺ کے خدا سے معافی مانگی تو جتنا بے نیاز ہو کے آج کی رات سویا ہوں ایسا لطف کبھی سونے میں آیا ہی نہیں۔

(قرآن وحدیث کانفرنس، سیالکوٹ۔ ۲۹ر فروری ۱۹۸۷ء)

OOO

توحید کی قدر پوچھنی ہے تو ان سے پوچھو! جو شرک کی پستیوں سے نکل کر توحید کی بلندیوں پر آئے کعبہ کے رب کی قسم، تم زندگی کے آخری لمحات تک اگر خدا کا شکر ادا کرتے رہو، تو اس کے کئے ہوئے انعام کا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ اللہ نے تمہیں اپنی توحید کا علمبردار بنایا ہے۔

خطا کارو! ایک دن آئے گا کہ توحید والے کو اپنی توحید کی غیرت آجائے گی، کہے گا اپنے فرشتوں کو جاؤ، مجھ سے اپنے بندوں کا جہنم میں جلتے ہوئے دیکھنا گوارا نہیں کیا جاتا۔ جنھوں نے کبھی میرے ساتھ شرک نہیں کیا۔ کہیں گے اللہ یہ بڑے گنہگار تھے انھوں نے بڑے جرائم کئے اللہ فرمائے گا بڑے بڑے جرائم کئے مگر میرے ساتھ شرک تو نہیں کیا تھا۔ فرشتے کہیں گے اللہ یہ جل کر خاکستر ہو چکے ہوں گے ان کی ہڈیاں کوئلہ ہوگئی ہیں۔ ان کے چمڑے جل گئے ہیں۔ ان کے چہرے بدل گئے ہیں۔ ان کے جسموں پر اب تو کوئی بال بھی نہیں رہا۔ اللہ ان کو جہنم سے نکال کر کیا کریں گے۔ اللہ پاک فرمائیں گے۔ مجھے میری وحدانیت کی قسم ہے۔ میں ان کو جنت کی نہروں میں غوطے دے دے کر اس طرح کر دوں گا جس طرح ماں کے پیٹ سے آج ہی پھولوں کی طرح پیدا ہوئے ہیں۔ انھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ اور میں نے ان کو رسوا نہ کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔

آج جتنی بیماریاں ہیں ہمارے ملک کی، ہمارے افراد کی ہمارے اشخاص کی۔ ہماری قوم کی۔ ہماری ملت کی۔ ان ساری بیماریوں کی اصل جڑ شرک ہے۔

(قرآن وسنت کانفرنس سیالکوٹ، ۲۹ر فروری ۱۹۸۷ء)

OOO

سیرت طیبہ

نبی اکرم ﷺ کی سیرت پاک سب سے زیادہ تابناک اور ہم گنہگاروں کے لئے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر آپ دنیا میں سربلند ہونا چاہتے ہیں اور دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ دیکھنا چاہتے ہیں، اگر آپ معاشی، معاشرتی، اخلاقی، ذاتی، اجتماعی، عدالتی، سیاسی اور اقتصادی مسائل کا حل چاہتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ کی سیرت پاک کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں، اسی میں ہمارے دکھوں اور پریشانیوں کا حل اور ہمارے مصائب کا مداوا ہے۔ آپ جتنی جلدی دبستان سیرت رسول ﷺ سے اپنی مشام جان کو معطر کریں گے اتنی جلدی قرار وسکون ملے گا۔ سیرت کے نام پر ۱۲ ربیع الاول کو جو خرافات کی جاتی ہیں اس سے ایک حساس مسلمان کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ کتنے ستم کی بات ہے جن خرافات کو رسول اکرم ﷺ نے اپنے تیئیس (۲۳) سالہ دور نبوت میں ختم کیا تھا آج مسلمان انہی خرافات کو عید میلاد النبی کے نام پر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان خرافات کی سرپرستی کو ہماری حکومت نے مذہب کی معراج سمجھ لیا ہے۔

(جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث گوجرانوالہ، ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء)

○○○

اہلحدیثو! آج چھوٹی چھوٹی باتوں پر دل شکستہ ہو جاتے ہو۔ آج معمولی معمولی طعنوں پر گھبرا جاتے ہو، آج چھوٹی سی بات پر دل چھوٹا کر لیتے ہو، اور دل میں جب بھی ملال آئے تو مدینے والے تاجدار کو دیکھ لیا کرو۔ تم اس سے بڑے تو نہیں ہو۔ تم رب کی نظر میں اس سے عزیز تو نہیں ہو۔ وہ تو وہ تھا کہ جب چلتا تھا تو جبریلؑ اس کی رکاب تھامتا تھا۔ وہ تو وہ تھا جب اس کے دل سے ہوک اٹھتی تو کائنات بدل جاتی تھی۔ وہ تو وہ تھا کہ جس کی حرکتوں کو رب نے قرآن کے حروف بنا دیا تھا۔ وہ تو وہ تھا کہ جس مسجد میں اس نے نماز پڑھی تھی رب نے اس مسجد میں نماز کو لاکھ نماز بنا دیا تھا، اور وہ تو وہ تھا کہ جس قبرستان میں اس نے دعا مانگی تھی رب نے اسے جنت قرار دے دیا تھا۔ اور وہ تو وہ تھا کہ جس جگہ وہ لیٹتا تھا وہ روضة من رياض الجنة بن گیا تھا کہ جب آنکھ اٹھاتا تھا تو جبریل آجاتا تھا جب نگاہ بدلتا تھا تو میکائل آجاتا تھا۔ جب اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ جاتی تھیں کائنات کی

شکن چشم ہو جاتی تھی، وہ تو وہ تھا کہ لوگ اس کے وضو کے قطروں کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے، اور وہ تو وہ تھا کہ جس کی نگاہ کرم جس پر پڑ جاتی تھی جہنم کی آگ اس پر حرام ہو جاتی تھی، وہ تو وہ تھا، تم اس سے بھی بڑھ گئے ہو تم اس سے نازک ہو گئے ہو تم اس سے بھی اپنے آپ کو قیمتی سمجھنے لگ گئے ہو۔ تم نے اپنے آپ کو اس سے بھی گراں تر بنالیا ہے۔

(جناح ہال لاہور۔ ۱۶/نومبر ۱۹۸۶ء)

OOO

آفاق با دیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

تیرے چہرے کی کیفیات اور اس کی شکل وصورت کیسے بیان کروں کہ ایک دفعہ دیکھا ہے پھر دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی، کون ہے جو دیکھ سکے کس میں یارا ہے جو نظر ٹکا کے دیکھے۔ نگاہوں کو جما کے دیکھے، سر کو اٹھا کے دیکھے۔ کس میں طاقت ہے۔ حسن کا یہ عالم کہ ایک نظر اٹھی پھر ہمیشہ نیچے ہی گری رہی، اور کہا نظریں جھکا کے چلو جسم و جاں بچا کے چلو، ادب گاہیت، کس نے دیکھا ہے کون ہے جو اس چہرۂ تاباں کو دیکھنے کی جرأت کر سکے۔ صدیقؓ سے بھی پوچھا گیا کہ کیا دیکھا۔ اس نے کہا بس ایک چاند تھا جو ساری کائنات کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھا اور کچھ یاد نہیں۔ اور سب سے بہتر حلیہ امّ معبد نے بیان کیا وہ تو بے چاری ان پڑھ تھی نا آشنا تھی ناشناسا تھی۔ نہ جاننے والی تھی اس بے چاری کو کیا پتہ کہ محمد کون ہیں۔ آپ نے کہا تھا اماں میرے یار ابو بکرؓ کو بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دو تو اس نے کہا تھا۔ بیٹا ایسا مسافر تو زندگی بھر نہیں دیکھا ؎

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

اور ذرا سننے والی بات ہے اوہ بریلویو! قصے بیان کرتے ہو۔ اب رخ مصطفےٰ ﷺ کا تذکرہ ہم وہابیوں سے بھی سن لو۔ امّ معبد نے کہا، خوبصورت مسافر۔ آج ہی گھر میں بوریا نہ ہو! آج تو گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے آقا کی نظر صحن خیمہ میں بندھی ہوئی بکری پر پڑی۔ مدتوں سے جس کا دودھ خشک ہو چکا تھا۔ کہا۔ اماں کھانے کو کچھ نہیں تو اس بڑھیا بکری کا دودھ ہی پلا دے۔ ہائے ہائے

اب ایک ہی دفعہ دیکھا ہے پھر نگاہ اٹھانے کی ہمت نہیں ہے، نظریں جھکائے کہنے لگی اس نے تو دودھ دینا کئی سال سے چھوڑ رکھا ہے۔ کہا۔ اماں اگر تو اجازت دے، ہم تجربہ کر دیکھیں۔ تو برتن لے آ۔ ماں کہتی ہے ام معبد کہتی ہے۔ دل میں ہنسی، لیکن چہرے کا جلال اتنا تھا، انکار کی جرأت نہ ہوسکی۔ چھوٹا سا برتن لے آئی۔ اس کو کیا پتہ یہ کون آیا ہے، اس نے کہا یہ اجنبی ہے۔ مسافر ہے۔ بھوکا ہے۔ ضد کر رہا ہے۔ چلو اپنی ضد دیکھ لے اس کو کیا پتہ ہے کہ آج وہ آیا ہے کہ جس طرف یہ جاتا ہے رب کی رحمتیں ساتھ جاتی ہیں۔ اس کو کیا معلوم ہے آج اس کے دروازے پر کون آیا ہے۔ چھوٹا سا برتن اٹھا کر لے آئی۔ نبی ﷺ نے صدیقؓ کو دیکھا اور صدیقؓ نے نبی ﷺ کو دیکھا۔ مسکرائے۔ اس طرح معلوم ہوا جس طرح اندھیری رات میں بادلوں کی اوٹ سے چاند نکل آیا ہو۔ وہ دانت کہ جب مسکراتے تو لوگوں کو آسماں پہ کوندنے والی بجلیاں یاد آجاتیں۔ موتی کی طرح سفید۔ میرے آقا تیری ذات کا کیا کہنا۔

ام معبد برتن لائی۔ میرے آقا نے مسکرا کے پکڑا۔ بکری کے نیچے بیٹھے۔ تھن کو ہاتھ لگایا۔ معلوم ہوا مدتوں سے بکری اسی مسافر کا انتظار کر رہی تھی۔ دودھ اس طرح آیا جس طرح ساون کے مہینے میں بادل اُمڈ کے آتے ہیں۔ برتن سارے بھر گئے دودھ ختم ہونے میں نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے پیا۔ ابوبکرؓ کو پلایا اور چلنے لگے۔ ام معبد کہنے لگی۔ مسافر میں تجھ کو جانتی تو نہیں ہوں لیکن تو اتنی برکتوں والا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ایک رات میرے گھر میں قیام کر لے۔ میرا شوہر گیا ہے شکار کے لئے وہ تیری خدمت کرے گا۔ میں تیرے لئے ہنڈیا پکاؤں گی، اپنے ہاتھ سے میرے چاند سے بیٹے میں تجھ کو کھلاؤں گی۔ تو نہ جا۔ اور میرے آقا کی زبان سے نکلا۔ نکلا نہیں۔ عرش والے نے نکلوایا۔ **ما ینطق عن الھویٰ** کہا اماں میں جانے کے لئے تھوڑا آیا ہوں۔ میں پھر پلٹ کے آنے والا ہوں اور جب وہ چلے گئے تو بات جو بتلانی مقصود ہے وہ یہ تھی کہ ابو معبد آئے گھر میں رونق دیکھی، رحمتوں کو برستا ہوا دیکھا۔ انوار کی برکھا دیکھی، تجلیات کا مینہ دیکھا۔ کہا ام معبد کون آیا۔ کون گیا ؎

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

ام معبد نے کہا یہ نہ پوچھو کہ کون آیا تھا۔ کہا کیوں؟ کیسا تھا کیا رنگ تھا۔ کیا شکل تھی کیا ڈھنگ تھا۔ کہا مجھ کو کچھ معلوم نہیں ایسا تھا کہ آسمانوں کا سردار تھا جو زمین پر اتر آیا تھا۔ مجھ کو کیا

معلوم کہ یہ کیا تھا وہ تو چاند تھا۔ وہ تو سورج تھا وہ تو چمکتا ہوا ستارہ تھا۔ وہ تو روشن تارا تھا وہ تو ایسا تھا کہ لمحے بھر کے لئے آیا اور کٹیا کو روشن کر گیا کہ اب جب تک وہ پلٹ کے نہیں آئے گا اس کی خوشبو سے حسن کا یہ عالم کہ اس نے کیا کچھ نہیں کہلوایا۔ اس کو کیا کچھ نہیں کہا گیا۔

(جناح ہال لاہور، ۱۶؍نومبر ۱۹۸۶ء)

○○○

نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سے لے کر وصال تک اللہ رب العرش نے آپ کی حیات طیبہ کے ہر پہلو کو اپنی نگرانی میں استوار کیا۔ تا کہ آنے والے کسی زمانے کی کسی قوم کا کوئی فرد آپ ﷺ کی سیرت کے کسی پہلو پر انگشت نمائی نہ کر سکے، آپ ﷺ سے قبل جتنے بھی انبیائے کرام دنیا میں تشریف لائے ان کی نبوت کا دائرہ کار ایک خاص زمانے اور ایک خاص قوم کی اصلاح تک محدود ہوتا تھا، لیکن فاران کی چوٹیوں سے بلند ہونے والی اس آواز نبوت کا دائرہ کار صرف قریش یا عرب تک کے لئے ہی نہیں بلکہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک جتنے بھی لوگ اس کائنات میں بستے ہیں سب کی اصلاح کے لئے قیامت تک وسیع کر دیا گیا۔ آپ ﷺ آخری پیغمبر بنا کر مبعوث کئے گئے۔ جب تک کائنات موجود ہے سرور کائنات کی امامت کا ڈنکا بجتا رہے گا۔ آپ ﷺ بے مثال اور یکتا نبی ہیں جن کی امامت پوری کائنات پر سایہ فگن ہے اور جن کی نبوت زمانوں پر محیط ہے۔

محمدی نبوت سے قبل عربوں کی دنیا میں کوئی اہمیت اور حیثیت نہ تھی، یہ دنیا کی بزدل قوموں میں شمار ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے انھیں ایک ایسا دستور حیات عطا فرمایا جس نے ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا فرمایا، انھیں بے مثال شجاعت اور بہادری عطا فرمائی خوفِ خدا اور شجاعت نبوی ﷺ نے اس روئے زمین پر ایسے ایسے لوگ پیدا کئے جنھوں نے قیصر و کسریٰ کے تاج و تخت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا۔ آپ ﷺ سے بڑا سیاست دان، قائد اور جرأت مند لیڈر اس آسمان تلے اور زمین کے اوپر نہ آج تک پیدا ہوا ہے اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا، لیکن افسوس کہ آج ہم خوفِ خدا سے دور ہٹ گئے اور غیر اللہ کا خوف لاحق ہوگیا۔ مشرق و مغرب کا خوف سروں پر سوار ہے اور ربِ مشرق و مغرب سے بے خوفی ہے۔

ہمارا مسلک سچا اور ہماری آواز سچی ہے، لیکن ہم سچے نہیں ہیں۔ اگر ہم بھی سچے بن

جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمانو! اپنے اندر وہی خوفِ خدا اور جذبہ شجاعت پیدا کرو جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو عطا کیا تھا، دل میں خوفِ خدا موجود ہو تو صرف شجاعت میدان جنگ میں ہی نہیں بلکہ کلمۃ الحق کی پشتیبانی کرنے، مسلک حقہ کی دعوت پھیلانے اور توحید کا آوازہ بلند کرنے کے کام بھی آتی ہے۔

اگر دل میں خوفِ خدا اور جذبۂ شجاعت پیدا ہو جائے تو ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا جب پاکستان کی فضاؤں میں کتاب وسنت کا پرچم لہرائے گا، اور یہ پرچم ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگا جن کے دل غیر اللہ کے خوف سے پاک ہوں گے۔

(جلسۂ عام مسجد ٹاہلی والی، گوجرانوالہ۔ ۱۵؍مارچ ۱۹۸۴ء)

○○○

میری ایک ہی خواہش ہے میری ایک ہی آرزو ہے وہ یہ کہ اہلحدیث کے نوجوان اپنے آقا کی شجاعت کو اپنے سینے میں بھر لیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ آقا ﷺ کی شجاعت کے وارث بن جائیں تو پورے پاکستان کی کوئی قوت ان کے مقابل کھڑا ہونے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

ہم کانٹوں پر چلنا سیکھے ہیں۔ ہم تلواروں کی دھاروں پر رقص کرنا سیکھے ہیں۔ ہم بندوقوں کے سامنے حضرت محمد ﷺ کی عظمت کے لئے کھڑا ہونا سیکھے ہیں۔ آج زمانہ اہل حدیث کی یلغار کا منتظر ہے۔ اس ملک میں قرآن کا نظام آئے گا اور جو اس راہ میں رکاوٹ بنے گا وہ یہاں سے مٹ جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں یہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

(جناح ہال، لاہور۔ ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۰۷ھ)

○○○

چشم فلک نے محمد عربی ﷺ سے زیادہ دلیر، اس سے زیادہ شجاع، اس سے زیادہ بہادر، اس سے زیادہ جانباز، اس سے زیادہ موت سے ٹکرا جانے والا اور کائنات کی طاقتوں کو اپنی نگاہوں میں نہ لانے والا کبھی کوئی انسان نہیں دیکھا۔

مدینے کی بستی پر رات کی تاریکی میں کفار نے شبخون مارا لوگ ہڑ بڑا کر اٹھے۔ گھوڑوں پر

زینیں کسیں۔ اسلحہ سے لیس ہوئے اور مدینے کی سرحدوں کی طرف بڑھے۔ جب لوگ مدینے کے دفاع کے لئے مدینے کی سرحد کی طرف جارہے تھے آمنہ کا لال تن تنہا مدینے کی سرحد کی طرف سے واپس آرہا تھا۔ لوگ حیران و ششدر رہ گئے آقا آپ ﷺ کہاں سے آرہے ہیں۔ دشمن نے حملہ کیا تھا فرمایا، ساتھیو جاؤ تم جا کے آرام سے سو جاؤ محمد تمہاری حفاظت کے لئے اکیلا دشمنوں کو بھگا آیا ہے۔ تم اس بہادر نبی کی امت ہو، تم اس شجاع نبی کے ماننے والے ہو، اور آج یہ بات کہنے کا مجھے حق حاصل ہے کہ آج اس بہادر نبی کے وارث اگر ہیں اس روئے زمین پر تو صرف اہلحدیث ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اوروں نے نبی ﷺ کے بعد اپنی راہنمائی کے لئے اوروں سے رشتے استوار کر لئے اور ہم نے اوروں کے چہرے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اور کہا ؎

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

اللہ! ہم کو اس نگاہ کی ضرورت ہی نہیں ہے جو مصطفےٰ ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر کسی اور چہرے کی تلاش میں نکلے، ہم اس نگاہ کو چاہتے ہی نہیں ہیں۔ ہمارے لئے بس اس کا رخ زیبا کافی ہے۔

(جناح ہال، لاہور۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۸۶ء)

○○○

اے کاش

کاش ہم وہ پتھر ہوتے جو نبی ﷺ کے قدموں کو چوما کرتے تھے، کاش ہم کپڑے کی وہ ٹاکیاں ہوتے جو خدیجۃ الکبریٰ ؓ نبی ﷺ کے زخموں پر رکھا کرتی تھیں۔ کاش! ہم بھی اس وقت ہوتے اور اپنے آقا ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر اپنی آنکھوں پر جہنم کو حرام کر لیتے، کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ کہ جن کو سرورِ کونین کے رخ زیبا کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، ان کی قسمت کا کیا کہنا ہے وہ تو انسان تھے۔ اللہ نے ان بستیوں کو مقدس بنا دیا ہے جن بستیوں نے میرے آقا کے چہرے کو دیکھا ہے۔ والتین والزیتون، وطور سینین وھٰذا البلد الامین.

(جناح ہال، لاہور۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۸۶ء)

○○○

خلفائے راشدین

ہم اس ملک میں صرف قرآن وسنت کا نفاذ چاہتے ہیں اس لئے کہ یہ ملک صرف قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے قائم ہوا تھا۔ جولوگ اس ملک میں رہ کر خلفائے راشدین کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں ہم انھیں اس ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضرت حسنؓ نے امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے امیر المومنین معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے نانا کی پیش گوئی پوری کر دی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا مومنوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔

حضرت علیؓ کو خلفائے راشدین کے ساتھ بے پناہ محبت تھی جس کی وجہ سے حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کے نام محمد۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رکھے۔ اپنے پوتوں کے بھی یہی نام رکھے۔ اگر محبت نہ ہو تو ان کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام کیوں رکھتے۔ (۲۰/ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۸۵ء۔ کراچی)

○○○

ذکر صحابہؓ

صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کرنا نہ صرف باعث ثواب اور باعث برکت ہے بلکہ اس دور میں جب کہ لوگوں میں سیرت رسول ﷺ اور سیرت صحابہؓ سے عدم واقفیت بہت بڑھ گئی ہے اس کی ضرورت واہمیت اور بڑھ گئی ہے، صحابہ کرام ہی وہ مقدس لوگ تھے جن کی بدولت اسلام صحیح وسالم حالت میں ہم تک پہنچا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنی زندگیوں کو اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ دنیا میں صرف وہی قومیں باعزت طور پر زندہ رہ سکتی ہیں جو اپنے اسلاف کی روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے سبق حاصل کرتی ہیں، اگر صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے دور کو تاریخ سے الگ کر دیا جائے تو تاریخ اسلام اپنی اہمیت کھو بیٹھتی ہے۔

کیونکہ تاریخ اسلام کا آغاز ہی خلفائے راشدین کے دور سے ہوتا ہے۔

(جامع اہلحدیث بدوملہی، ۶/ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

○○○

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت کا اعتراف دراصل اس وجود اقدس کی عظمت کے اعتراف کے مترادف ہے جس کے سر پر ربِّ کائنات نے خود تاجِ نبوت رکھا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اسی لئے ہم صحابہ کرامؓ سے محبت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام نہ ہوتے تو آج ہم مسلمان نہ ہوتے بلکہ اس علاقے میں بتوں کے سامنے اپنی پیشانیوں کو رگڑ رہے ہوتے، صحابہ کرام وہ نفوس قدسیہ ہیں جنھیں تاجدار نبوت کا چہرۂ پرانوار دیکھنا نصیب ہوا۔ جب کفار مکہ اور دشمنان رسول، سرورِ کائنات کو لوٹنے پر تلے ہوئے تھے تو اس وقت صحابہ کرام، امام کائنات کی خاطر سب کچھ لٹانے پر لگے ہوئے تھے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی تعریف کے تذکرے رب کائنات نے قرآن پاک میں کئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کی شان اور کیا ہوسکتی ہے۔ (مسجد مبارک، لاہور۔ ۲۵/اکتوبر ۱۹۸۳ء)

○○○

مسلک اہلحدیث

دنیا میں اگر کوئی صاف ستھرا، سیدھا، پیچ پیچ کے بغیر اس طرح کا مسلک ہے جس طرح کا مسلک چودہ سو سال پہلے محمد عربی ﷺ نے اپنے صحابہ کو عطا کیا تھا تو وہ صرف اہلحدیث کا مسلک ہے، اس کے علاوہ دنیا کا کوئی اور مسلک نہیں۔ دنیا میں صرف ایک ہمارا مسلک ہے جو دین میں کسی ملاوٹ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ باقی ہر ایک نے ملاوٹ کی ہے۔ کسی نے پیر کی، کسی نے فقیر کی، کسی نے محدث کی، کسی نے فقیہ کی، کسی نے بزرگ کی۔ اللہ کا شکر ہے اہلحدیث نے نہ ملاوٹ کی ہے اور نہ ملاوٹ کو گوارا کیا ہے اور نہ محمد ﷺ کے دین میں ان شاء اللہ ملاوٹ ہونے دیں گے۔

(جامعہ اسلامیہ للبنات، جی ڈی ۴، اوکاڑہ۔ ۶/اپریل ۱۹۸۵ء)

○○○

بھائیو! ہم نہ کسی فرد کی طرف دعوت دیتے ہیں نہ کسی بستی کی طرف بلاتے ہیں، اور نہ ہی اپنے بڑوں کی طرف بلاتے ہیں، ہم صرف اور صرف خدا اور مصطفےٰ ﷺ کی طرف بلاتے ہیں، جن سے افضل نہ کوئی ہے اور نہ ہوگا۔ ذات کبریا اپنی توحید میں اور حضرت مصطفےٰ ﷺ اپنی رسالت میں

نہ اپنا کوئی شریک وسہیم رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کے مانے بغیر ایمان باقی رہتا ہے۔ مسلک اہلحدیث صاف ستھرا مسلک ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ہمارے مسلک سے ایک مسئلہ کوئی ایک مسئلہ، کتاب و سنت کے خلاف دکھاؤ، ہم اس کو فوراً چھوڑنے کو تیار ہیں۔

(جامعہ ثنائیہ، ساھیوال۔ ۱۸/اپریل ۱۹۸۲ء)

ooo

ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ ہماری ہر بات اپنی نہیں ہوتی بلکہ ہمارے عقائد اور نظریات کا مرکز ومحور کتاب وسنت ہیں۔ اہلحدیث کے علاوہ دنیا میں جتنے مسالک ہیں ایک ایک سے پوچھئے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں کیا وہ سب کچھ وہی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ان کی ہر بات کتاب وسنت کی بات ہے۔ اللہ کے قرآن اور محمد ﷺ کے فرمان پر کوئی اختلاف نہیں، جھگڑا اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ان فرامین کے علاوہ تیسری بات سامنے آجاتی ہے، ہم یہ برملا کہتے ہین کہ کتاب وسنت کے سامنے کسی اور بات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم اگر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور دوسرے محدثین کا ذکر کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ انھوں نے اپنی طرف سے کوئی بات کہی ہے بلکہ انھوں نے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین ہم تک پہنچائے ہیں۔

ہم نے بہت سے عرب ممالک میں یہ مشاہدہ کیا ہے کہ کتاب وسنت کی جہاں روشنی پہنچی ہے وہاں اہل حدیث موجود ہیں۔ اس لئے کہ مسلک اہل حدیث سے زیادہ صاف، شفاف، اجلا، روشن اور واضح مسلک کوئی نہیں ہے۔ (جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ۔ ۲۶/جون ۱۹۸۱ء)

ooo

اہلحدیث کا دور

یہ صدی اہلحدیث کی صدی ہے یہ زمانہ اہلحدیث کا زمانہ ہے، یہ دور اہلحدیث کا دور ہے۔ اس لئے کہ اب لوگ ان گورکھ دھندوں سے تنگ آچکے ہیں لوگ اب گھبرا گئے ہیں۔ غیر اللہ کو پوج پوج کر تھک گئے ہیں۔ ان کی پیشانیاں خاک آلود ہوگئی ہیں لیکن کچھ بھی نہیں ملا اور ملے گا تو بارگاہِ الٰہی سے ملے گا۔

سن لو! اہلحدیث کا دستور قرآن ہے۔اہلحدیث کا دستور محمد ﷺ کا فرمان ہے ۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

آج زمانہ اہلحدیث کی یلغار کا منتظر، اہلحدیث کی للکار کا منتظر، اہلحدیث کی پکار کا منتظر ہے۔

اٹھو زمانہ تمہارے قدموں کا منتظر ہے۔تمہارے قدموں کی چاپ پر اس نے کان لگا لئے ہیں۔اٹھو زمانے کو بتا دو قرآن وسنت کے فدائی آگئے ہیں۔اب اس ملک میں قرآن وسنت کا نظام آئے گا جو اس کی راہ میں رکاوٹ بنے گا وہ یہاں سے جائے گا۔

(جناح ہال، لاہور۔۱۶؍نومبر ۱۹۸۶ء)

○○○

اہلحدیث کوئی نئی جماعت نہیں بلکہ اس کا وجود ۱۴۰۰ سال پیشتر سے چلا آرہا ہے۔ہم صحابہؓ کے جانشین اور تعلیمات نبوت کا ماحصل ہیں، اور تاریخ شاہد ہے کہ ہماری جماعت کی قیادت شروع سے علماء کے ہاتھوں میں رہی ہے۔

اس کے قائد میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ تھے۔مولانا عبدالرحمن مبارک پوریؒ تھے۔ مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی تھے، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تھے۔شیخ الحدیث مولانا داؤد غزنویؒ تھے۔مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ تھے۔اور اس وقت صورت حال یہ تھی کہ ان کی علمی وجاہت اور بلندی کردار سے حکومت بھی خائف تھی اور غیر اہلحدیث بھی۔جب کبھی تمام مسالک کے نزدیک متفقہ مسئلہ پر اتحاد کی ضرورت پیش آئی تو قیادت اہلحدیث کے ہاتھ میں ہو۔حکومت وقت کو متفقہ موقف ماننا پڑتا۔اس دور میں ہماری جماعت نے ہر میدان میں قابل رشک خدمات سرانجام دیں۔تصنیف وتالیف کا میدان ہو، درس وتدریس کی مسند ہو۔دعوت وتبلیغ کی وادی ہو۔غرض ہر علمی میدان میں اس کے کارہائے نمایاں تاریخ کے صفحات پر ثبت ہیں۔جب تک ہماری جماعت کی قیادت علماء کے ہاتھ میں رہی اس کی ترقی کے مناظر چشم کائنات نے دیکھے ہیں۔جب سے اس کی قیادت غیر علماء کے ہاتھوں میں آئی ہے اس کے مقدر میں رسوائیاں ہی رسوائیاں ہیں۔بنیادی طور پر ہماری جماعت اہل علم اور علماء کی جماعت ہے۔علمی مسائل کو علماء ہی سلجھا سکتے ہیں۔

آپ طالب علم یہاں صرف علم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ محنت کر کے علم حاصل کریں۔ علم، انسان کے لئے دنیا میں زینت ہے اور یہ ہر مقام پر کام آتا ہے۔ علم کے بغیر انسان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔ آپ تحصیل علم کے بعد اپنے ملک واپس آئیں اور جماعت کی قیادت سنبھالیں۔

آپ جماعت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ جماعت کو آپ سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ آپ محنت کریں اور اپنے لئے ایک راہ متعین کریں۔ اس کے ساتھ تقویٰ وطہارت کو اپنی زندگی کا شعار بنائیں۔ (پاکستانی طلبہ سے مدینہ منورہ میں خطاب۔ ۶/اپریل ۱۹۸۲ء)

○○○

ہماری دعوت

برصغیر میں ہماری تاریخ، ہماری دعوت، اور ہمارا آوازہ کوئی نیا نہیں، یہ وہی پکار ہے یہ وہی دعوت ہے جو اپنے اپنے دور میں مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، خاندان غزنویہ، خاندان روپڑیہ، علماء رحیم آباد، علماء پٹنہ وصادق پور نیز السید نذیر حسین محدث دہلویؒ ان سے پیشتر خاندان شاہ ولی اللہؒ اور ان سے بھی پیشتر مجدد الف ثانیؒ اور دیگر علماء کرام لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے۔ ہم نے یہ دعوت اس لئے قبول نہ کی کہ یہ علماء کرام کی دعوت تھی بلکہ ہم نے اسے اس لئے قبول کیا کہ یہ وہی دعوت تھی جسے امام کائنات ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اہل حدیث کا موقف یہ تھا کہ حق بات وہی ہے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کو ہی اپنا رہبر، مرشد، ہادی اور قائد سمجھتے ہیں۔ اور انھیں کے فرمان کو حق وصداقت کا معیار سمجھتے ہیں۔ (جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ۔ ۱۷/اگست ۱۹۸۱ء)

○○○

ہماری جماعت کے افراد اور خصوصاً نوجوان موجودہ سیاست میں بالکل نو وارد ہیں حالانکہ ہمارا بنیادی عقیدہ ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔ نیز رسول اکرم ﷺ ساری کائنات کے تمام معاملات کے لئے ہادی اور مصلح ہیں۔ جو ایسا نہیں سمجھتا ہم

اس کے ایمان پر شبہ کرتے ہیں۔ اس اعتراف کے باوجود اہلحدیث کی تمام محنتیں صرف عقائد کی درستگی میں لگی رہیں اور تمام افعال کی جڑیں برصغیر پاک وہند میں اہلحدیث کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ آج توحید وسنت کا ولولہ ہے۔ اور ذہنوں میں نئی سوچیں پیدا ہو رہی ہیں، ورنہ برصغیر میں اللہ کے دشمنوں اور خیالی کرداروں کو پوجا جاتا تھا۔ اخلاقی برائیوں میں انتہائی آلودہ افراد کو اللہ کا مقرب جانا جاتا تھا۔ اور ابھی تک یہی صورت حال ہے۔ الحمد للہ اہل حدیثوں نے اپنی ساری توانائیاں توحید کے پھیلانے اور شرک کے مٹانے میں صرف کیں آج انہی کی وجہ سے تاریکیاں چھٹ رہی ہیں اور روشنیاں پھیل رہی ہیں۔ (مرکز اہلحدیث، لاہور، ۲۷؍اپریل ۱۹۸۶ء)

○○○

قرآن مجید، خالق کائنات کی آخری وحی ہے اور یہی وہ ہدایت ہے جس سے وابستگی میں نسلِ انسانی کی فلاح مضمر ہے۔ یہ وحی رحمت کائنات محسن انسانیت ﷺ پر نازل ہوئی۔ آپ اس وحی کے مبلغ ہی نہیں مبین اور مفسر بھی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وانا انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم.

اور یہ بات ناممکن ہے کہ قرآن حسب وعدہ قیامت تک محفوظ رہے مگر اس کی پیغمبرانہ تشریح تحریف کی نذر ہو جائے۔ قرآن کا دنیا میں بطور ذکر وہدایت محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن اپنے تمام متعلقات کے ساتھ محفوظ رہے، اور آج ہم یہ بات بانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ قرآن وسنت آج بھی اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہیں اور جن صحابہ کرام کی مقدس جماعت قرآن وسنت پر عمل کر کے تکمیل انسانیت اور اخلاق حسنہ کی اکمل نمونہ بنی۔ آج بھی عہد نبوی کی تیار کی ہوئی اس جماعت کی روشنی سے ہٹ کر فوز وفلاح کا حصول ناممکن ہے، اور آج عہد نبوی کے مسلک کا کوئی حامل ہے تو صرف اہل حدیث، یہ مسلک وہی ہے جو نبی ﷺ نے رب سے لیا اور صحابہ نے اپنے پیارے نبی سے لیا۔ اور ہمارا چیلنج ہے کہ ساری کائنات مل کر ایک مسئلہ بھی ہمارا قرآن وسنت کے خلاف ثابت نہیں کر سکتی۔ جس طرح آپ کی دعوت سچی ہے اسی طرح آپ کا نام بھی سچا ہے نام بھی اونچا ہے کام بھی اونچا ہے۔ (بارہ گلی، ضلع ایبٹ آباد۔ نومبر ۱۹۸۴ء)

○○○

اسلام کتاب وسنت سے عبارت ہے۔ امت کے تمام مکاتب فکر اس پر متفق ہیں۔ کتاب اللہ میں کوئی تضاد نہیں اور یہ عدم تضاد قرآن کی صداقت کی دلیل ہے۔ فرمان نبوی ﷺ میں بھی کوئی تضاد نہیں۔ کتب حدیث پر گہری نظر رکھنے والے اس سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ آج امت کے فرقوں میں اختلاف کی بنیاد کیا ہے؟ اگر ہم سب کتاب وسنت پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو جائیں تو اختلاف یکسر ختم ہوسکتا ہے۔ اللہ ایک، قرآن ایک، نبی ایک، قبلہ ایک، دین ایک، مگر ہم ایک نہ ہوئے۔

جب اسلا میں فرقہ بندی نہیں تو پھر اہل حدیث فرقہ کیوں؟ دراصل اہلحدیث کتاب وسنت کی دعوت کا دوسرا نام ہے۔ اہل حدیث کا صرف اور صرف ایک ہی مشن ہے۔ اللہ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔ (جامعہ ثنائیہ ساہیوال ٦/اپریل ١٩٨٥ء)

○○○

آپ لوگوں سے اس لئے ملنے آیا ہوں تا کہ اپنے جانبازوں، بزرگوں اور نوجوانوں کو یہ بتا سکوں کہ زمانہ بڑی دیر سے منتظر تھا ہم ہی پیچھے رہ گئے تھے، یہ دور اہلحدیث کا دور ہے، روشنی و آگہی کا دور ہے۔ کام کرنے کا دور ہے۔ ملک کے اندر ہی نہیں ملک سے باہر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے، ہم نے جب سے کام کا آغاز کیا ہے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اہل حدیث ڈرنے والے نہیں۔ حق والے ہیں، بھاگنے والے نہیں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے جلسوں سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ہم گرمی اور دھوپ تو کیا بم اور گولیوں سے بھی ڈرنے والے نہیں، اگر ڈرتے اور جھکتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔

آج باطل نظریات کی حامل جماعتیں لرزہ براندام ہیں۔ اسی سال ایک لاکھ سے زائد لوگ مسلک اہلحدیث سے وابستہ ہوئے ہیں۔ یہ ہمارا انقلابی سال ہے، لوگ دوسری جماعتیں چھوڑ کر اپنی جماعت کے پلیٹ فارم پر جمع ہو رہے ہیں۔ (جلسہ حیدرآباد سندھ۔ نومبر ١٩٨٦ء)

○○○

ہم جھکنے والے نہیں ہیں جو جھک جاتا ہے وہ اہلحدیث نہیں، جو بک جاتا ہے وہ اہلحدیث نہیں اور جو پلٹ جاتا ہے وہ بھی اہلحدیث نہیں، اہلحدیث صرف وہ ہے جو کٹنا جانتا ہے اور نام محمد ﷺ پر مٹنا جانتا ہے، ہماری گردنیں ہیں تو اللہ کے نام پر کٹنے کے لئے، ہم نے اپنے بچوں کی

پرورش کی ہے تو نام محمد ﷺ پر قربان کرنے کے لئے، جس طرح میرے باپ نے مجھے دین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے اسی طرح میں نے بھی اپنے بیٹے کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ دعا کیجئے کہ میری یہ قربانی بارگاہ ایزدی میں شرفِ قبولیت پائے۔ آمین۔

اہل حدیث اقتدار کے خواہاں نہیں ہیں۔ لیکن سن لو! جو کتاب وسنت کی مخالفت کرے گا اس کے پاس کرسی رہنے بھی نہیں دیں گے، کرسی اس ملک میں صرف اسی کو راس آئے گی جس کے ایک ہاتھ میں قرآن ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں محمد کا فرمان ہوگا۔

(اہلحدیث کانفرنس، ماموں کانجن ۱۹۸۴ء)

OOO

ہندوستان میں اس تحریک کا آغاز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ہوتا ہے، سب سے پہلے انھوں نے نعرۂ مستانہ بلند کیا کہ لوگو آؤ اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے جو چیز کتاب وسنت سے ثابت ہو جائے اسے اختیار کرلو، اور کتاب وسنت کے مقابلے میں کسی کی بات کی طرف توجہ نہ دو، اسی تحریک کا نام تحریک اہلحدیث ہے۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ آج بعض لوگوں نے اسے فرقہ سمجھ لیا ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرلو ہم فرقہ نہیں ہیں بلکہ ہم جمود کے خلاف ایک تحریک ہیں، اور تقلید نام ہے جمود کا اور اجماع نام ہے اجتہاد کا۔ دوستو! لوگوں کو کسی ایک فقہ کا پابند نہ بناؤ۔ زمانے کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات سامنے ہیں، ان کی روشنی میں زمانے کے حالات کے مطابق اجتہاد کرو۔ کتاب وسنت جس کی راہنمائی کرے اسے اپنالو، جس کی راہنمائی نہ کرے اسے چھوڑ دو۔ یہی ہماری دعوت ہے۔ یہی ہماری پکار ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر دنیا میں کوئی نظام چل سکتا ہے تو وہ کتاب وسنت کا نظام ہے اس لئے کہ اس میں لچک موجود ہے۔ جب کہ تقلید جمود کا نام ہے اور جمود اس معاشرے کے اندر پنپ نہیں سکا۔ خدا کا شکر ہے آج یہ تحریک چند افراد کی تحریک نہیں رہی۔ کوئی زمانہ تھا کہ اس بات کو بلند کرنے والا پہلے یہ سوچتا تھا کہ بات کہنے کے بعد زندہ بھی رہوں گا یا نہیں اہل حدیثو سن لو میں تمہیں اور اپنے آپ کو مخاطب کرتا ہوں کہ آج ہم میں اپنے ماضی کے اکابر اور اسلاف کی روح باقی نہیں رہی جو پہلوں میں موجود تھی۔

کعبے کے رب کی قسم! آج اگر ہمارے اندر وہی جذبہ پیدا ہو جائے جو اس تحریک کے آغاز کرنے

والوں کے اندر موجود تھا تو یقین کیجئے کہ پانچ سو سال کے قلیل عرصہ میں پاکستان کا کوئی شخص ایسا نہیں رہے گا جو مسلک اہلحدیث کا پیرو نہ بن جائے، سبب یہ ہے کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے دامن سے وابستہ کرتے ہیں۔ اہلحدیثو! ہماری دعوت بے حد سادہ ہے۔ اس کے باوجود ہمارے اندر وہ تڑپ، عمل کا وہ جذبہ، وہ طہارت، وہ تقویٰ وہ پاکیزگی اور زبان میں وہ تاثیر باقی نہیں رہی جو کبھی ہمارا خاصہ ہوا کرتی تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ غیر اہلحدیث رات کے اندھیرے میں چھپ کر ہمارے پیچھے نماز پڑھنے آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ نماز پڑھنے کا لطف آتا ہے تو وہابیوں کے پیچھے آتا ہے، لیکن آج ہماری نمازیں بے وقعت ہو گئیں۔ (سالانہ اہلحدیث کانفرنس، ماموں کانجن۔ ۸، ۷، ۶ / اپریل ۱۹۸۴ء)

OOO

اہلحدیث فرقہ نہیں

سن لو! ہم اس بات کے قطعاً مدعی نہیں کہ ہم دیگر فرقوں کے مقابلے میں ایک نیا فرقہ ہیں، اور ہم لوگوں کو یہ بالکل نہیں کہتے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید چھوڑ دو اور سید داؤد غزنویؒ کی تقلید کرو یا محدث روپڑیؒ کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ، یا شیخ الاسلام امرتسریؒ کو اپنا راہنما مان لو، آج آسمان کے نیچے اور فرش کے اوپر صرف برصغیر میں ہی نہیں بلکہ پوری کائنات میں ایسا شخص نہیں ہے جو گوجرانوالہ کے حضرت محمد محدث گوندلوی کا مقابلہ کر سکے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اپنے ائمہ کرام کو چھوڑ دو اور ان سے رشتہ جوڑ دو اور نہ ہی ہماری تحریک کا مقصد یہ ہے۔ ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تمہارے بزرگ اور اکابر ہمارے بزرگ اور اکابر ہیں۔ اسلاف امت ہمارے اسلاف ہیں۔ لیکن یاد رکھو انھیں بزرگ مانو، رسول اللہ قرار نہ دو۔ ان کا احترام کرو۔ ان کی عزت و توقیر کرو۔ ان سے اپنے آپ کو عقیدۃً وابستہ کرو۔ لیکن جب مدینے والے کی بات آجائے تو یہ نہ دیکھو کہ مقابلے میں کون ہے۔ بلکہ صرف یہ دیکھو کہ کہنے والا وہ ہے جس کے متعلق تو رب نے کہا ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى.﴾ (نجم)

(سالانہ کانفرنس ماموں کانجن، ۸، ۷، ۶۔ اپریل ۱۹۸۴ء)

اہلحدیث کی خدمات

یہ ملک اہلحدیثوں کا ہے جنھوں نے اس کے حصول کے لئے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ تاریخ اٹھا کر دیکھو۔ صرف بنگال میں ایک لاکھ علماء اہلحدیث کو انگریز کی مخالفت کی بنا پر سولی پر چڑھا دیا گیا، سنو! اہلحدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ لا الہ الا ہو یحي و یمیت ساری کائنات کے مردے اور زندے مل کر کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر یہ کچھ کر سکتے ہوتے تو آج ہم میں کوئی بھی زندہ نہ بچا ہوتا۔ سنو! دنیا کی کوئی طاقت نہ ہم کو ڈرا سکتی ہے نہ ہم کو مٹا سکتی ہے۔ نہ ہم کو خرید سکتی ہے نہ ہم کو جھکا سکتی ہے۔ اہلحدیثو! حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر کو اپنا ورد بنالو کہ ایک ہی اللہ ہمارے لئے بہترین دوست بہترین مددگار اور بہترین کارساز بنے۔

(حرمین کانفرنس، لاہور)

○○○

جماعت حقہ

تاریخ اسلام میں جب بھی کبھی مسلمانوں پر ادبار چھا گیا اور قرائن نے یہ ظاہر کیا کہ مستقبل تاریک ہے۔ تو ایک جماعت حقہ تجدید واحیاء کا اہم فریضہ ادا کرنے کے لئے شمشیر بکف ہو کر میدان عمل میں نکل کھڑی ہوئی اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ وہ جماعت ہمیشہ کتاب و سنت کے خدام کی تھی۔

رب کائنات کا کروڑہا احسان وشکر ہے کہ جب بھی بنی نوع انسان کو تباہی و بربادی اور لادینیت کی طرف لے جایا گیا تو جماعت اہلحدیث نے اپنے جان و مال اور تقریر وتحریر سے اس کا دفاع کیا۔ آج بھی ہم پر مظالم ہوئے لیکن ہمیں سرفروشانہ سرگرمیوں سے کوئی بھی باز نہ رکھ سکا۔

اس وقت پاکستان کے وجود اور سالمیت کے لئے بہت سے خطرات ہیں۔ موجودہ انتشار وخلفشار سے ملک کو بچانے کے لئے ایک ہی صورت ہے کہ پوری قوم کو خلوص کے ساتھ کتاب وسنت پر جمع کیا جائے اور فوراً کتاب وسنت کا نظام نافذ کیا جائے۔

(شہداء کانفرنس، راولپنڈی، ۱۸،۱۷،۱۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

ہمارے اسلاف

ہمارے اکابرین نے ہر دور میں اور ہر حال میں کتاب وسنت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا، اور فریضۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا علم بلند رکھا۔ یہ حضرات جب تک زندہ رہے اور جب اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے تو صبر واستقلال، فقر واستغناء اور دعوت وتبلیغ کے انمٹ نقوش چھوڑ گئے، ہمارے علماء اہل حدیث کی تاریخ شاہد ہے کہ وہ لوگ جرأت واستقلال صبر و استغناء اور عزم وہمت کے پیکر تھے۔ کتاب وسنت سے انھیں والہانہ وابستگی تھی، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے درّے کھائے مگر اپنے برحق مؤقف سے پسپائی اختیار نہ کی، امام احمد بن حنبلؒ پابند سلاسل ہوئے۔ مار کھائی، لہولہان ہوئے مگر خلفاء عباسیہ کے ہمنوا نہ ہوئے۔ یہ تھی وہ تابناک تاریخ جن پر اہل حدیث صدیوں سے فخر کرتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک فخر کرسکیں گے اور ہمیں اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مسلک اہل حدیث کی ترویج وترقی کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کرنی ہوگی۔ چونکہ مسلک اہل حدیث ایک ایسا سچا مسلک ہے جس میں کتاب وسنت کے سوا کسی تیسری چیز کی ملاوٹ نہیں۔ (استقبالیہ جمعیت اہلحدیث راولپنڈی، یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء)

OOO

ہمارا ماضی

خدا کی قسم جب اپنے ماضی کو پلٹ کے دیکھتا ہوں تو حیا آتی ہے کیا ہم اسی قوم کے فرد ہیں ذرا اپنے آقا ﷺ کو تو دیکھو سہی وہ مدینے کے دروازے پر کھڑا ہے۔ ۱۷۰۰ ساتھی کھڑے ہیں ۲۴۰۰۰ کا لشکر جرار ہے کہتا ہے ساتھیو۔ یہودی پلٹ گئے تم میں سے جو پلٹنا چاہے پلٹ جائے ساتھی ششدر۔ آقا! ہم پلٹ گئے تو آپ کیا کریں گے؟ فرمایا تم سارے پلٹ جاؤ۔ محمد ﷺ اکیلا ۲۴۰۰۰ سے لڑے گا، کیسی جوانمردی ہے۔ کیسی شجاعت ہے۔ یہ رسول ہے یہ آقا ہے مسلمانوں کا۔

(قرآن وحدیث کانفرنس سیالکوٹ، ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

OOO

تحریک جہاد

معرکۂ حق وباطل میں ایک گروہ حقانی ہمیشہ قائم ودائم رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا، جس نے ہر دور میں اٹھنے والی ہر باطل تحریک کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے اور ان کی قربانیوں کے نتیجے میں ہمیشہ باطل پرستوں کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہ اسمٰعیل اور ان کے رفقاء مجاہدین کا شمار اس گروہ حقانی میں سرفہرست ہے، ان کی عظیم الشان تحریک جہاد نے انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی کی بجائے اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کے لئے مسلمانوں میں جذبۂ جہاد کو بیدار کیا۔ اور انگریزوں اور سکھوں کے خلاف مسلمانوں کو تیار کیا جس کے نتیجے میں اسلام کا پرچم سربلند ہوا اور کتاب وسنت کی حقیقی حکمرانی کا نظام قائم ہوا۔ ان کی تحریک جہاد، تحریک اہل حدیث کی شکل میں آج بھی قائم ودائم ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ (جامعہ ابی ابکر الاسلامیہ، کراچی، ۱۵؍مارچ ۱۹۸۴ء)

۱۴؍۱۱

○○○

شہیدین

برصغیر میں اصلاح معاشرہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وہ مصروف رہے، اسی مقصد کے حصول کے لئے شہیدین نے آباد علاقوں سے نکل کر ریگزاروں اور سنگ زاروں کا رخ کیا، اور اسلامی ریاست کے قیام کے لئے آخرش قربان ہوگئے۔ بعدہ انگریز نے برصغیر میں مسلمانوں کے جسم میں اپنے بھیانک پنجے گاڑ لئے۔ اس وقت صرف شہیدین کے پیروکاروں نے جو صرف اہل حدیث تھے انگریز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور انگریز کے دانت کھٹے کئے۔ نتیجۃً پھانسیاں ہوئیں۔ قید وبند کی صعوبتیں جھیلیں، دریائے شور کے پار اترے، جلاوطنی قبول کرلی مگر۔ پاؤں نہ ڈگمگائے۔ صرف صوبہ بنگال میں ایک لاکھ اہلحدیثوں کو قتل کیا گیا، انگریز نے اہل حدیث کو باغی قرار دے کر وہابی کا لقب دیا جو باغی کے مترادف تھا۔ (مرکز اہلحدیث لاہور، ۲۷؍اپریل ۱۹۸۶ء)

○○○

اتحاد

مسلمانوں کے زوال کا سبب ہمیشہ اسلام سے دوری اور انتشار رہا ہے اگر مسلمان بیرونی اور لادینی اثرات سے بالاتر ہوکر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرلیں تو وہ بیت المقدس کی آبرو پامال کرنے والوں کے خلاف جہاد کرسکتے ہیں۔

انتشار وافتراق امت مسلمہ کا دشمن نمبر ایک ہے جو قومیں منتشر ہوجاتی ہیں زوال ان کا مقدر بن جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ دنیا کے مسلمان مراکش سے جاوا سماترا تک یکجا ہیں اور چند مسلمہ حکومتوں کے اختلاف یا دھڑے بندیوں سے شہیدوں کے خون میں ڈوبی ہوئی مظلوم اقوام کی جدوجہد آزادی کو ٹھیس نہیں پہنچ سکتی۔ (استقبالیہ ہوٹل ہلٹن لاہور، ۲۵ رفروری ۱۹۸۱ء)

OOO

ہمیں اس بات پر بے حد مسرت ہے کہ ۷۷ء کی تحریک کے بعد ایک مرتبہ پھر تمام مکاتب فکر کے علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں، اسلام ہی وہ قوت ہے جو علماء اور عوام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرسکتی ہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک بھی اسلام کی تحریک تھی اور آج کا اجتماع بھی اسلام کے لئے ہے۔ اسلام ہی ہماری قوت اور سربلندی کا سرچشمہ ہے، اختلافات جب بھی اٹھتے ہیں مسلمانوں کو اسلام سے دور لے جاتے ہیں، اسلام دلوں کے قریب ہوتو ہمارے دل بھی قریب آجاتے ہیں۔ ہم سرورِ کائنات کے پرچم کو سربلند رکھنا چاہتے ہیں۔ علماء سرور کائنات کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب اس ملک میں عملاً سرور کائنات کی حکمرانی ہوگی، اور روز سعید کو طلوع ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ (بادشاہی مسجد، لاہور۔ اگست ۱۹۸۰ء)

OOO

ملک کے اندرونی و بیرونی سنگین حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ اسلام کی عظمت، ملک کی سالمیت، بقا اور تحفظ کے لئے امت مسلمہ کو اپنے تمام فروعی اختلافات ختم کرکے متحد ہوجانا چاہئے۔ لادینی قوتیں اور ملک دشمن عناصر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے حربے استعمال کررہے ہیں، اور ہمارے بھائی فروعی اختلافات اور فرقہ واریت میں الجھ کر صراطِ مستقیم سے دور

ہوتے جارہے ہیں، اسلام اتحادو یگانگت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور ملت اسلامیہ آج اس نعمت سے محروم ہے۔ فرقہ واریت اور علاقائی تعصب نے صرف پاکستان ہی کو نہیں بلکہ عالم اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اتحاد بین المسلمین وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ ملک کے اندرونی اور بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں اپنی قوت ملت بیضاء کی یکجہتی اور مرکزیت پر صرف کرنی چاہئے، ایسے مواقع پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہئے جو نفاق بین المسلمین کا سبب بن سکتے ہیں۔ (پریس کانفرنس، ملتان۔ ۱۵ردسمبر ۱۹۸۷ء)

○○○

سنی بھائیو! ہم انہی اصولوں پر اتحاد کریں جن کی دعوت کتاب وسنت نے دی ہے، دینی فارمولا ہمارے ملکی اتحاد کا باعث بننا چاہئے جسے سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے نافذ کیا تھا، ان کے بغیر کوئی اتحاد کامیاب نہیں ہوسکتا۔ یہی ہمارا موقف اور یہی ہماری دعوت ہے۔ (جامعہ علمیہ سرگودھا۔ ۱۳ رمئی ۱۹۸۳ء)

○○○

آج کچھ لوگ اتحاد کی آڑ لے کر ہمارے مسلک حقہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ہمیں اتحاد بہت عزیز ہے، اس کی بقا کے لئے ہم بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اللہ کے قرآن اور محمد ﷺ کے فرمان پر کوئی حرف نہیں آنے دیں گے کیونکہ یہی ہمارا مسلک ہے، دیگر جماعتوں کے ساتھ دوستی اور یاری اپنی جگہ اور محمد ﷺ سے وفاداری اپنی جگہ مقدم ہے۔ لیکن اس اتحاد پر محمد ﷺ سے وفاداری کو قربان نہیں کیا جاسکتا۔ ہم بڑے سے بڑا مفاد پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرادیں گے۔ مگر محمد عربی ﷺ کے دامن کو چھوڑنا گوارا نہیں کریں گے، اہل حدیثوں کے لٹریچر پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرنے والے یاد رکھیں کہ کتاب وسنت کا پرچم اونچا رہے گا۔ باقی ساری کائنات اس کے نیچے رہے گی۔ مسلک اہلحدیث جو آپ نے صحابہ کرامؓ کو عطا کیا تھا قرون اولیٰ میں زندہ کیا تھا، اب بھی زندہ ہے اور تا قیامت زندہ رہے گا۔

(جناح ہال گوجرانوالہ جلسہ جمعیۃ طلبہ اہلحدیث ۳رفروری ۱۹۸۴ء)

دجلہ کے کنارے

ایک روز دجلہ کے کنارے دیر تک کھڑا ماضی کے ان جھروکوں سے جھانکنے میں کوشاں رہا۔ جب اسلام کا سورج نصف النہار پر اور بغداد عالم اسلام کے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا یہاں سے اسلامی فتوحات کے پھریرے روانہ ہوتے اور کہیں یورپین اقوام کے شہنشاہ اپنے سفراء کے ذریعے خلیفہ اسلام کے لئے اپنی نیازمندی کا اظہار کیا کرتے تھے۔

اور پھر یہیں سے اسلامی علوم کے سرچشمے پوری دنیا کو سیراب کرتے اور اہل علم کی علمی تشنگی بجھاتے تھے، اور پھر اسی دجلہ نے کتنے مناظر دیکھے۔ عباسیوں کے عروج کو بھی دیکھا اور پھر ان کے زوال سے بھی آشنا ہوا۔ کبھی انھیں پھیلتے دیکھا اور کبھی سمٹتے۔

اور یہیں یہ ابوحنیفہؒ کی عظمتوں، احمد بن حنبلؒ کی شجاعتوں، غزالی کی حکمتوں اور جنید و جیلانی و کرخی کے صوفیانہ فلسفوں اور خطیب کی تاریخی چشمکوں سے آگہی حاصل کی، اور کئی شہنشاہوں، عالموں، فلسفیوں، فقیروں، تاریخ دانوں اور دانشوروں کو اپنی آغوش میں لئے آج بھی اسی طرح زمانہ کی کروٹوں سے بے نیاز رواں دواں ہے جیسے ہزاروں سال پہلے تھا۔ (سفر عراق)

○○○

اسلامی نظام

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب بات ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ تک پہنچی تو دیوبندی حضرات نے فقہ حنفی نافذ کرنے کے لئے شور مچایا۔ حالانکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں سب سے اچھی اسلامی حکومت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حکومت تھی۔ پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی حکومتیں بہترین اسلامی حکومتیں تھیں۔ ہمیں بتایا جائے کہ ان خلفاء نے کون سی فقہ نافذ کی تھی۔ ہم تو اسی اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں جو خلفائے راشدین نے نافذ کیا تھا۔ تم اپنے امام کی فقہ کی پاسداری کرو۔ ہم مدینے والے کے فرمان کی نگہبانی کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا جب اس ملک میں کتاب وسنت کا پرچم لہرائے گا جو اس

راہ میں آئے گا منہ کی کھائے گا۔ (جامعہ محمدیہ اہلحدیث گوجرانوالہ ۵/اگست ۱۹۸۳ء)

OOO

اس ملک کو صرف اسلامی نظام کے لئے حاصل کیا گیا تھا اور اس ملک میں اسلام کے اصولوں کے مطابق وضع کردہ قانون کو تسلیم کیا جائے گا، آج تک ہم نے قرآن وسنت کے خلاف کسی کی بات نہیں مانی اور نہ ہی ان شاء اللہ مانیں گے، ہمارے لئے سب سے بہتر راستہ قرآن وسنت کی تعلیمات ہیں ہم نے آج تک اس ملک میں قرآن وسنت کے نفاذ کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں اور شب وروز کام کیا ہے۔ اور ان شاء اللہ یہ فریضہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی سرانجام دیتے رہیں گے۔

شوریٰ میں عورت کی نمائندگی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے، جو لوگ شوریٰ میں عورت کی نمائندگی کو اسلام کے مطابق کہتے ہیں وہ قرآن وسنت کی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں اور غلط کہتے ہیں۔ (منصورہ میں جلسہ عام ۱۵/فروری ۱۹۸۲ء)

OOO

اسلام اور جمہوریت

اسلام دراصل جمہوری دین ہے سب سے زیادہ جمہوریت والا دین صرف اسلام ہی ہے کہ جمہوریت آزادی رائے، حکمرانوں کو ٹوکنے، برائیوں کو روکنے اور حق کو سرعام کہنے کا نام ہے۔ اگر جمہوریت نہ ہو آمریت ہو تو کوئی حق کی آواز بلند نہیں کرسکتا۔ ہم کہتے ہیں ہم سچے نہیں کہ ہم سچے نظریے کے حامل ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنی دعوت کو پھیلائیں پھر دیکھنا ہماری ملت کس تیزی سے کثرت میں بدلے گی اور یہ تمام ترنشر واشاعت صرف جمہوریت کی مرہون منت ہوگی کہ جمہوریت میں بات کھل کر کہی جاسکتی ہے۔ جمہوریت جبر واکراہ کے خاتمے کا نام ہے اور یہی دراصل اسلام ہے، ہم حقیقت کی زندگی گزارتے ہیں خوابوں کی دنیا میں نہیں رہتے، یہ ملک پاکستان جس کے ہم باسی ہیں جمہوریت کی طرح سے ووٹنگ کے ذریعے حاصل ہوا تھا۔ آج اگر جمہوریت کا انکار کیا جائے تو دراصل اسلام اور پاکستان کا انکار ہوگا۔ جو ملک بنا ہی جمہوریت کی

وجہ سے ہو وہاں جمہوریت نہ چلے اس سے بڑھ کر بے عقلی کیا ہوگی، ہم تھوڑے ہیں اور چھوٹے گروہ پنپتے ہی جمہوریت کی وجہ سے ہیں جہاں جمہوریت ہوگی حق بات کہنے کی اجازت ہوگی اور جہاں حق بات کہی جائے گی وہاں صرف مسلک اہلحدیث پھیلے گا۔ (مرکز اہلحدیث لاہور، ۲۷/اپریل ۱۹۸۶ء)

OOO

مغربی جمہوریت

مغربی جمہوریت کے ہم ہرگز قائل نہیں ہیں کہ جس میں شرعی دلیل کی بجائے محض عددی اکثریت کی بنیاد پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا جاتا ہے۔ ہم جمہوریت کا نام صرف اور صرف اس لئے لیتے ہیں کہ یہ آمریت کی ضد ہے وہ آمریت کہ جس میں کسی قسم کی سیاسی یا مذہبی مخالفت قطعاً برداشت نہیں کی جاتی۔ زبانوں پر تالے لگا دیئے جاتے ہیں اور قلموں پر پہرے بٹھا دیئے جاتے ہیں، چونکہ جمہوریت کا ہر دعویدار آزادی رائے کو جمہوریت کا خاصہ سمجھتا ہے اس لئے ہم جمہوریت کا نام لیتے ہیں تاکہ اس کی رعایت سے اپنے مسلک حقہ کے پرچم کو ہر سطح پر بلند کر سکیں۔ اور جمہوریت کا کوئی دعویدار خواہ وہ متعصب ہی کیوں نہ ہو ہمیں ٹوک اور روک نہیں سکتا۔

(اہلحدیث طلبہ سے الریاض میں خطاب۔ ۱۹۸۵ء)

OOO

میں اس جمہوریت کو اسلام نہیں سمجھتا اور اس جمہوری نظام کو کتاب وسنت قرار نہیں دیتا مگر میری سوچ مجھے یہی بتلاتی ہے کہ ہم اسلام کو یہاں اب اس جمہوریت اور اس جمہوری نظام کے ذریعے ہی حاکم بنا سکتے ہیں اور بحالات موجودہ اسلام کے یہاں داخلہ کی کوئی دوسری راہ موجود نہیں ہے۔ (ابتسام کالج، لاہور، ۱۸/مارچ ۱۹۸۷ء)

OOO

جبل احد

آسمان پر چاروں طرف شفق پھیلی ہوئی تھی اور بادنسیم احد وسلع کو چومتی ہوئی بھولے

ہوئے وقت کے گیت گا رہی تھی، میں نے رومال نکال کر آنسو خشک کئے اور بڑی محبت سے جس میں ہزاروں تمنائیں پوشیدہ تھیں۔ جبل احد کو دیکھا، وہی جبل احد جس پر ایک دفعہ سرور عالم ﷺ اور آپ کے ساتھی ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروق اور عثمان غنیؓ چڑھے تھے اور اس نے لرزنا شروع کر دیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا احد تمہیں معلوم نہیں کہ تم پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں، اور جس کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے، احد ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔ وہی احد جس کو میں ہر صبح اٹھ کر بڑے پیار سے دیکھا کرتا تھا۔ کیونکہ میرے آقا ﷺ کو اس سے محبت تھی آج اس احد کو میں الوداع کہہ رہا تھا۔ قدرتی طور پر یونیورسٹی ہوسٹل میں جو کمرہ ملا تھا۔ اس کا دروازہ بالکل احد کی سمت کھلتا تھا۔ دروازے سے نکلتے ہوئے سب سے پہلے جس پر نظر پڑتی تھی وہ احد پہاڑ ہوتا۔ میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا دیئے یا اللہ میری یہ جدائی عارضی ہو یا اللہ میں احد سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ یہ میرے مولا ﷺ سے محبت کرتا تھا۔ مجھے مدینے کا ذرہ ذرہ عزیز ہے کیونکہ ان پر انسانیت کے سب سے بڑے محسن کے نقشِ پا ثبت ہیں۔ (سفر حجاز)

○○○

حریت پسند

بحمد اللہ اب اہلحدیث بیدار ہو چکے ہیں اب ہر جگہ ان کی للکار اور پکار سنی جائے گی ان کی یلغار دیکھ کر بڑے بڑے لوگوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں، موچی دروازہ لاہور کا ایک ہی اجتماع دیکھ کر لوگوں نے یوں محسوس کیا کہ اہل حدیث یا تو آسمان سے برس پڑے ہیں یا زمین سے ابل پڑے ہیں، اہل حدیث ہی سرفروشوں کا پہلا گروہ ہے جس نے انگریز کو للکارا اور اسے چین سے نہ بیٹھنے دیا جب کہ دوسرے لوگ انگریز کی خدمت میں سپاسنامے پیش کر رہے تھے یہی حریت پسند ہیں جن کے خون سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔

جنھیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

پٹنہ، صادق پور اور بہار کی بستیاں اہلحدیث کی قربانیوں کا زندہ ثبوت ہیں، صرف بنگال میں ایک لاکھ اہل حدیث تختہ دار پر چڑھا دیئے گئے۔ ان کا جرم کیا تھا وہ اسلام کے غیوں کے باغی

تھے، اب ہماری تمام وفائیں صرف اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔

حکمران سن لیں! اب اہلحدیث بیدار ہو چکے ہیں۔ اب دنیا کی کوئی طاقت کتاب و سنت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ حکمران کہتے ہیں کہ جمہوریت کی بات نہ کرو حالانکہ ملک کی قسمت دو چیزوں سے وابستہ ہے اسلام اور جمہوریت، اس لئے حکمران ان دو چیزوں سے خائف ہیں آج حکمران ایک لڑکی کے جلسوں سے خائف ہیں ہم نے تو اس لڑکی کے باپ کا مقابلہ کیا تھا اس لئے اب یہاں بھٹوازم نہیں آنے دیں گے بلکہ اسلام آئے گا اور اسلام آئے گا۔

(جلسہ عام سیالکوٹ، ۲ر مئی ۱۹۸۶ء) 21|11

OOO

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ

جولائی ۱۹۷۸ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے زیر اہتمام پہلی انٹرنیشنل دعوت کانفرنس برمنگھم میں منعقد ہوئی۔ مختلف ممالک سے علماء سکالر اور دانشور حضرات تشریف لائے۔ پاکستان سے ایک وفد شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی قیادت میں شریک ہوا۔ جس میں راقم الحروف شیخ محمد اشرف مرحوم، جناب محمد یعقوب ہاشمی شامل تھے، حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری اپنی علالت طبع کے باعث نہ پہنچ سکے۔ دعوت کانفرنس کے علاوہ اہم شہروں میں جلسے ہوئے اور پورے برطانیہ سے احباب جماعت پورے ذوق وشوق، ولولہ اور مسلکی سپرٹ کے ساتھ پروگراموں میں شریک ہوتے رہے، دعوت کانفرنس کیا تھی کفر زار برطانیہ میں حق کی آواز تھی۔ قرآن وسنت کی صدا تھی، یہ کانفرنس اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے عام کانفرنسوں سے الگ تھلگ معلوم ہو رہی تھی، کاروانِ عمل بالحدیث کا ہر فرد پیکر خلوص وعقیدت سراپا اخلاص ومحبت بنا ہوا تھا۔ ملک کے گوشے گوشے سے توحید کے متوالے اور کتاب وسنت کے پروانے یہاں سمٹ آئے تھے۔ بحمد اللہ یہ پروگرام ہر سال باقاعدگی سے ہو رہا ہے اور اس کا دائرہ کار اور حلقہ اثر روز افزوں ہے، حضرت مولانا فضل کریم صاحب عاصم اور مولانا محمود احمد صاحب میر پوریؒ اور ان کے رفقاء کی کوششیں قابل قدر ہیں۔

حضرت علامہ نے اپنے قیام برطانیہ کے دوران متعدد جلسوں، استقبالیہ تقریبات اور سوال و جواب کی محفلوں سے خطاب کیا۔ بی بی سی نے انٹرویو بھی لیا۔ چنانچہ انھیں تقریبات کے حوالہ سے تقریروں کے چند اقتباسات نذر قارئین کئے جاتے ہیں۔ (بشیر انصاری)

سکون قلب

کوئی وقت تھا کہ کفرزار برطانیہ میں اللہ کی بڑائی اور وحدانیت بیان کرنے والا نہ ملتا تھا۔ آج یہاں کے چپے چپے پر توحید ورسالت کے علم نصب ہو چکے ہیں۔ میں یہاں کے عیسائیوں کو بنیادی طور پر اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ انھوں نے آسمانی کتابوں کی مشترک اقدار کو بدل دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انگلستان میں عیسائیوں کی تعداد بہت کم ہے اکثریت لا مذہب اور مادیت پرست ہے۔ عیسائی مذہب میں بے حیائی ختم کرنے کی تعلیم ملتی ہے مگر یہاں بے حیائی کے اڈے قائم ہیں، برطانیہ میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے پندرہ لاکھ مسلم تارکین وطن موجود ہیں۔ اگر وہ خود پوری طرح اسلام پر کاربند ہو جائیں تو وہ یہاں ایک ذہنی انقلاب برپا کر سکتے ہیں، مگر المیہ یہ ہے کہ مسلمان یہاں آکر اپنی تہذیب وتمدن اور ثقافت کو فراموش کر چکے ہیں اور تہذیب کے نام پر بدتہذیبی کے اڈے بن چکے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ احساس کمتری کا شکار ہیں۔ حالانکہ مسلمان اپنے تابناک ماضی کے مالک ہیں اور یہاں کی تہذیب، مسلمانوں کی تہذیب کا مقابلہ نہیں کر سکتی، پھر اپنی نسل نو کو اسلام کے دامن سے وابستہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ثقافتی قدروں کو اپنایا جائے۔

یہاں کے لوگ سکون قلب کے متلاشی اور معاشرہ انسانی مروت سے خالی ہے اس کے لئے وہ کتوں اور بلیوں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں، آؤ ہم بتاتے ہیں کہ اگر وہ سکون قلب کی دولت کے طلبگار ہیں تو امام کائنات ﷺ کے دامن کو پکڑ لیں۔ برطانیہ میں اسلام کا پھریرا لہرایا جا سکتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام پر خود عمل کریں اور اس کی روشنی سے کفرزار برطانیہ کو منور کر دیں۔

(اہلحدیث کانفرنس برمنگھم۔ جولائی ۱۹۷۸ء)

○○○

اسلام کیسے پھیلا؟

حضرات! مجھے انتہائی خوشی اور مسرت ہے کہ آج وطن سے ہزاروں میل دور میں اپنے آپ کو وطن ہی کے گوشے میں محسوس کررہا ہوں۔ بڑی مدت سے مجھے آپ سے ملاقات کا شوق تھا۔ لیکن عربی شاعر کے بقول (ترجمہ) ''ہمارے اور آپ کے درمیان کچھ ایسے سمندر حائل تھے کہ موت بھی انھیں دیکھ کے گھبرا جایا کرتی تھی۔''

لیکن جب جذبہ صادق ہو تو راہ کی رکاوٹیں دور ہو جایا کرتی ہیں۔

مجھے یہ تسلیم ہے کہ آپ کے نظریات بڑے پختہ ہیں آپ محبّ وطن پاکستانی ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ پاکستان میں کوئی پارٹی برسراقتدار ہو یا کوئی شخص حکمران ہو اب وہ ان شاء اللہ اس وقت تک کرسی پر ٹھہر نہیں سکتا جب تک محمد ﷺ کے لائے ہوئے نظام کو نافذ نہیں کرتا۔ حالیہ تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں لوگوں نے جس طرح قربانیاں دی ہیں کسی قوم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ سچی بات یہ ہے کہ پاکستانی قوم جس صحیح راہ پر چل نکلی ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو مگر ہم اپنے جسم پر اسے نافذ نہیں کرتے۔ ہمیں نمازیں پڑھنے سے کون روکتا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کون سی پابندی ہے۔ روزہ رکھنے میں کیا رکاوٹ ہے۔ اپنی تاریخ کو یاد کرو کہ قرون اولیٰ کے مسلمان جہاں بھی گئے تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے فرشتے آسمان سے اتر آئے ہوں۔ انڈونیشیا میں دس کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ وہاں صرف تین تاجروں کی وجہ سے اسلام پھیلا تھا۔

حضرات! یہ بڑی بڑی بلڈنگیں جو انگلستان میں نظر آتی ہیں یہ ہمارے آباء واجداد کو لوٹ کر بنائی گئی ہیں یہ لوگ قوموں کے لٹیرے ہیں، ہمارے آباء واجداد کو انھوں نے پھانسیوں پر لٹکایا مگر ان کی تہذیب کو نہ اپنایا۔ اب ہم نے شراب کے ایک پیالہ پر سب کچھ لٹا دیا۔ کبھی یہ قوم مسلمانوں سے بھیک مانگا کرتی تھی آج ہم اس کے در پر کشکول گدائی لئے پھرتے ہیں۔

یہاں کے مسلمانوں سے میری یہی استدعا ہے کہ وہ متحد ہو جائیں اسی صورت میں ان کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور یہاں اسلام پھیل سکتا ہے۔ (جلسہ عام۔ بریڈفورڈ)

اللہ کی ذات ہی قوت کا سرچشمہ ہے

آپ حضرات پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اس ملک میں اسلام اور پاکستان دونوں کے نمائندہ کی حیثیت سے مقیم ہیں اور اس لحاظ سے آپ کے عادات واطوار اور آپ کے اخلاق وکردار میں یہ بات نمایاں ہونی چاہئے کہ آپ کا تعلق واقعی اسلام ایسے عظیم مذہب اور پاکستان ایسی نظریاتی ریاست سے ہے، جو مشرقی اخلاق وکردار اور تہذیب وثقافت کا حسین گہوارہ ہے۔ بہت سے حضرات مجھ سے یہاں ملنے کے لئے تشریف لائے اور میں نے ان میں ایک افسوس ناک بات مشترک دیکھی کہ وہ یہاں کی نام نہاد تہذیب وثقافت سے بڑے مرعوب اور یہاں کی بدتہذیبی اور اس کے اثرات سے بڑے پریشان ہیں اور خاص طور پر اپنی نئی نسل کے بارے میں بڑے فکر مند ہیں کہ ان کو یہاں کی تہذیب سے آراستہ کرتے ہوئے یہاں کی بدتہذیبی سے کیسے محفوظ رکھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے ان باتوں سے اس امر کا احساس ہوا کہ آپ ذہنی اضطراب اور کسی حد تک احساس کمتری کا شکار ہیں اس لحاظ سے کہ نہ یہاں کی تہذیب مرعوب کن ہے اور نہ یہاں کی بدتہذیبی پریشان کن۔ بشرطیکہ ہم اپنے اسلاف اور اپنے ماضی کی تابناک روایات اسلام اور پاکستان سے اپنی وابستگی کا خیال رکھیں، اس وقت برطانیہ میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۱۵ رلاکھ مسلمان مقیم ہیں جن میں بھاری تعداد پاکستانی مسلمانوں کی ہے۔ یہ تعداد کوئی معمولی تعداد نہیں ہے اور برطانیہ ایسے ایک چھوٹے سے ملک میں جس کا رقبہ پاکستان کے صوبہ بلوچستان سے بھی کم ہے آپ کو یاد ہوگا کہ برصغیر پاک وہند میں چند مسلمان عرب تاجر تشریف لائے اور وہ اسلامی اخلاق سے متصف اور اسلام کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے لوگ تھے۔ بالکل برصغیر میں اسی طرح وارد ہوئے جس طرح آپ برطانیہ میں آئے ہیں، وہ بھی تاجر، محنت کار اور مزدور پیشہ لوگ تھے جو رزق کی تلاش میں نئے افق ڈھونڈتے ہوئے برصغیر کے ساحل پر اتر آئے تھے۔ ان کی تعداد یقینی طور پر سیکڑوں سے متجاوز نہ تھی لیکن ان کے اعلیٰ اخلاق، پابندی شریعت اور اسلامی تہذیب اور ثقافت نے برصغیر کے لوگوں پر جو اس وقت بھی کروڑوں کی تعداد میں تھے اس قدر اثر ڈالا کہ برصغیر کا کوئی ایسا علاقہ نہ رہا جس میں اسلام کی شمعیں روشن نہ ہو چکی ہوں کشمیر سے لے کر راس کماری

تک ہر جگہ کے لوگوں نے تیزی کے ساتھ اس خوبصورت اور حسین تعلیم کو ایک دوسرے پر بازی لے جاتے ہوئے قبول کیا جسے اسلام نے ترتیب دیا تھا، آج مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے بجائے اس بات کے کہ آپ اسی طرح ان مسلمانوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جنھوں نے آپ کی سرزمین کو اور آپ اس ملک میں آکر بھی اسی طرح یہاں کے لوگوں کو اپنی تہذیب، اپنے تمدن، اعلیٰ اخلاق اور روحانی اقدار سے متاثر کرتے اور انھیں اپنے سانچوں میں ڈھلنے کی ترغیب دیتے خود آپ یہاں کی نام نہاد تہذیب جس سے خود انگریز شرفاء متنفر اور بے زار ہو چکے ہیں ڈھلنا شروع کر دیا اور پوری قوت سے اس کی طرف لپکتے ہوئے ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوششیں کرتے رہے۔ میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ ابھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا لوگ کہتے ہیں کہ صبح کا بھولا دن ڈھلے گھر آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے، ابھی تو دن بھی نہیں ڈھلا اور ہم سب کڑی دھوپ میں کھڑے ہیں اب وقت ہے کہ ہم پلٹ آئیں اور خاص طور پر ایسے وقت میں جب کہ اللہ کے فضل وکرم سے ہمارے اپنے دیس پاکستان میں لوگ اسلامی اقدار کے احیاء کے لئے شب و روز کوشاں ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم یہاں سے اپنے دیس کی آواز سے ہم گام ہوتے ہوئے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے انھیں اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلامی اقدار کی پاسداری کے لئے پوری طرح مستعد ہو جائیں، خدا کرے ادھر پاکستان میں اسلام مکمل طور پر نافذ ہو چکا ہو اور ادھر یہاں کے لوگ اسی طرح آپ کی پاکبازی، آپ کے تقدس، آپ کی غیرت، اسلامی حمیت اور شرافت سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف اس طرح آنے لگیں جس طرح برصغیر کے لوگوں نے مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف لپکنا شروع کیا تھا۔ اور یہاں کے لوگوں میں ایک خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی تمام برائیوں کے باوجود معقولیت اور منطق پر مبنی افکار و نظریات کو قبول کرنے کے لئے آمادہ و تیار رہتے ہیں۔ اگر ہم صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں تو آج یہ بات شاید کسی کے لئے انوکھی اور اجنبی محسوس ہوتی ہو کہ ایک دن آئے کہ پورے برطانیہ میں اسلام کا پرچم لہرا رہا ہو اور دوسرا کوئی پرچم اس کی اڑانوں اور بلندیوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ شاید تاریخ کے طالب علموں کو یہ بات نہ بھولی ہوگی کہ مالدیپ اور مالابار کے علاقوں میں اترنے والے چند مسلمان تاجروں نے اسلام کی راہ برصغیر میں اس طرح ہموار کی کہ برس ہا برس تک برصغیر کی فضاؤں میں اگر کوئی پرچم لہراتا تھا تو صرف رسول ہاشمی

کا پرچم تھا اور آج پاکستان کی ایک خالص مسلمان اور اسلام کی دعویدار ریاست بھی صرف انہی چند مسلمان تاجروں کی تبلیغ اور ان کے کردار کی رہین منت ہے۔ قلت وکثرت، قوت اور طاقت یہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں۔ اگر عرش عظیم کا مالک کسی چیز کا ارادہ فرمالے تو پھر کوئی چیز بھی اس کے ارادے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ آج سے تقریباً ایک سال پہلے جب ہم پاکستان میں ایک آمر کی حکومت کے خلاف تحریک چلا رہے تھے۔ تو لوگ کہتے تھے کہ پہاڑ سے سر ٹکرانے سے کیا حاصل؟ اور وہ خود کہتا تھا کہ میری کرسی بڑی مضبوط ہے اور اس سے ٹکرانے والا پاش پاش ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن پھر چشم کائنات نے دیکھا کہ اسلامی نظام کے حامی اور داعی بے کس و بے بس لوگ جب اللہ پر اعتماد اور اسلامی نظام کے نفاذ کا نعرہ لے کر نکلے تو اس مضبوط کرسی کو ٹوٹتے ہوئے لمحے بھی نہ لگے۔

حضرات! خود برطانیہ میں برطانیہ کے عروج وزوال کی داستان بھی عبرتناک ہے کہ کبھی اس کی مملکت میں سورج غروب نہ ہوا کرتا تھا اور آج سورج نکلنے سے ہی انکاری ہے اور جب نکلتا ہے تو اتنی جلدی ڈوب جاتا ہے کہ یہ لوگ ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ یہ داستانیں، واقعات اس بات کی علامت ہیں کہ اقتدار، طاقت اور قوت کا سرچشمہ صرف رب کائنات کی ذات ہے اور کوئی نہیں، سچی بات ہے کہ رب کائنات کی ذات پر اعتماد کرنے والے کبھی ناکام و نامراد نہیں رہتے۔

برطانیہ کے مسلمانو! اٹھو اپنی محنت مزدوری کوشش وکاوش جدو جہد تگ و تاز اور تجارت کرتے ہوئے اپنے بلند اخلاق، اعلیٰ روایات، پاکیزہ کردار سے اس ملک کے چپے چپے پر ایسے نقوش ثبت کرو کہ یہاں کے لوگوں کو احساس ہو کہ اگر عظمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں تو آپ ﷺ ہی کی پیروی اور آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے اور اسی انداز سے اپنے ملک کا نام اس طرح روشن کرو کہ یہاں کے لوگ یہ سمجھیں کہ اگر سورج کی کرنوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے مشرق کی طرف رخ کرنا پڑتا ہے تو اخلاقی عظمتوں اور روحانی اقدار کے حصول کے لئے بھی مشرق ہی سے راہنمائی حاصل کرنا پڑتی ہے۔

غور وفکر کا مقام ہے کہ ڈیڑھ سو سال تک عیسائی مشنری ادارے برصغیر میں قائم رہے اور وہ لوگوں کو عیسائی بناتے رہے یہ پہلا موقع ہے کہ برطانیہ میں اسلامی مشنری ادارے کام کر رہے ہیں

اور اہل توحید کی کارکردگی لائق صد تحسین ہے۔ (جامع الفیصل، لندن)

OOO

پاکستان اہلحدیث کنونشن منعقدہ ۱۷ر جنوری ۱۹۸۲ء

پاکستان اہل حدیث کنونشن گوجرانوالہ کے انعقاد سے جماعت میں زندگی کی نئی روح دوڑ گئی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلکِ حقہ کے لئے تھوڑی سی جدوجہد کی جائے تو لوگوں میں اتنے جذبے اور ولولے موجود ہیں کہ وہ ہر قسم کا ایثار کرنے کے لئے تیار ہیں۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا تمہیں سوگئے داستاں کہتے کہتے

گوجرانوالہ کا اجتماع یقیناً بہت بڑا اجتماع تھا مجھے خود اس بات کا یقین نہ تھا کہ اتنے مختصر سے وقت اور شدید سردی کے موسم میں پورے ملک سے ارکان شوریٰ، علماء کرام، خطباءِ عظام اور خدام اہلحدیث اتنی بھاری تعداد میں شرکت کریں گے۔درحقیقت ہمارے جاری کردہ دعوت ناموں سے زیادہ احباب شریک ہوئے۔یہ جماعت میں بیداری کا زندہ ثبوت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جماعت اور مسلک کے لئے کتنا درد و اخلاص رکھتے ہیں۔

بہر حال باہمی مشاورت کی برکت سے اجلاس صحیح نتیجے پر پہنچا۔مشاورت میں بڑی برکت ہے۔اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو مشاورت کا حکم دیا تھا۔اس اجتماع نے جماعت میں از سرِ نو حرکت و بیداری پیدا کر دی ہے۔اب شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب کو امیر اور حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری کو ناظم اعلیٰ منتخب کر لیا گیا ہے۔اور سابق قیادت کو مسترد کر دیا گیا ہے۔

اب اصل مقصد کام ہے اور دعوت حق کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔اب ہر شخص کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے مسلک کی سربلندی اور جماعت کی ترقی کے لئے ہمہ تن مستعد ہو جانا چاہئے۔ (۲۹ر جنوری، ۵ر فروری، ۱۹۸۲ء۔الاسلام لاہور۔)

OOO

اہلحدیث اور سعودیہ

ایک مدت سے جماعت اہلحدیث کے تعلقات سعودی عرب کی حکومت اور علماء سے بڑے قریبی رہے ہیں۔ اہلحدیث نے اس ملک میں اس وقت اسلام کی خدمت کی ہے جب یہاں اسلام کا نام لینا مشکل تھا۔ برصغیر کا کوئی قصبہ اور بستی ایسی نہیں جس میں اہلحدیث نے لوگوں کو قرآن وسنت سے آگاہ نہیں کیا اور برصغیر کا کوئی ویرانہ ایسا نہیں جسے اہلحدیثوں نے اپنی مسجدوں سے آباد نہیں کیا اور برصغیر کا کوئی بتکدہ ایسا نہیں جہاں اہلحدیثوں نے اذانیں نہ دی ہوں۔

(روزنامہ جنگ، لاہور۔ ۷/دسمبر ۱۹۸۱ء)

OOO

اسلامی نظام

پاکستان، اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اس لئے اس ملک میں اسلامی نظام نافذ ہوکر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اس ملک میں اسلام کے نفاذ کو نہیں روک سکتی جو لوگ کتاب و سنت کے قوانین کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالیں گے ان کو یہ ملک چھوڑنا پڑے گا۔

مسلمانوں کے اختلافات مٹانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ کتاب وسنت سے راہنمائی حاصل کریں۔ کیونکہ غیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ کائنات کے ہر شخص کی بات کو ٹھکرایا جاسکتا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کی بات سے ہرگز انکار ممکن نہیں ہے اور جو انکار کرنے کی جسارت کرے گا وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

عوام اور حکمرانوں کو خلفائے راشدین کی سادہ زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اس پرفتن دور میں علم و آگہی کی روشنی پھیلانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ علم کی بدولت ہی لوگ مقام مصطفٰے ﷺ سے آگاہی حاصل کرسکیں گے اور اس طرح دنیا میں دینِ مصطفٰے ﷺ نافذ ہوجائے گا۔

(اہلحدیث کانفرنس جھنگ۔ ۷/دسمبر ۱۹۸۱ء)

OOO

اسلام - اسلامی ملک میں

کویت میں اسلامی دستور سازی کے سلسلے میں بہت کام ہوا ہے حکومت نے وزارتِ مذہبی امور کی نگرانی میں دنیا بھر سے تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں کو اکٹھا کر کے ایک ادارہ تشکیل دیا ہے جو حروف تہجی کے لحاظ سے تمام اسلامی قوانین سے متعلق مواد تیار کر رہا ہے، اور اس کی اب تک بارہ جلدیں تیار ہو چکی ہیں۔ جب کہ فقہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہلحدیث پر تحقیق کرنے کے لئے پانچ علیحدہ شعبے کام کر رہے ہیں۔ کویت میں حکومت اور عوام کی سطح پر افغانستان میں روسی جارحیت کے بارے میں سخت تشویش پائی جاتی ہے اور ان کی یہ رائے ہے کہ افغانستان کے عوام پورے عالم اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں نیز عراق میں ہم نے اس بات کا خاص طور پر نوٹس لیا کہ وہاں حکومت کی سطح پر اور عوام میں اسلام کی طرف پہلے سے زیادہ رجحان پایا جاتا ہے۔

اردن میں مقدمات کا فیصلہ شرعی عدالتوں میں ہوتا ہے اب حدود اور فوجداری مقدمات کے لئے بھی شرعی عدالتیں قائم کی جارہی ہیں۔

سعودی عرب کی حکومت حاجیوں کے لئے بہت سی سہولتیں مہیا کرنے کے اقدامات کر رہی ہے۔

عالم اسلام کے ان ممالک میں مختلف فرقوں میں فقہی اختلافات ہیں اور ان کو ہر سطح پر ہوا دینے کے بجائے دبایا جاتا ہے تاکہ قوم میں فروعی اختلافات کی وجہ سے انتشار نہ ہو۔

(پریس کانفرنس لاہور، عرب ممالک کے دورہ سے واپسی پر۔ ۱۰/جون ۱۹۸۱ء)

○○○

حق کیا ہے؟

حق صرف اللہ کا قرآن اور محمد عربی ﷺ کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے حق کی پیروی کا حکم دیا ہے لہٰذا اہلحدیث صرف حق کے پیروکار ہیں، اقوال و آراء کے مقلد نہیں، اہلحدیث کوئی دھڑا، فرقہ یا گروہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ فرقہ وہ ہوتا ہے جس کے اپنے کچھ مخصوص مسائل ہوں جو کسی خاص

شخصیت سے وابستہ ہوں۔ جبکہ اہلحدیث کے نہ تو اپنے کچھ مخصوص مسائل ہیں اور نہ ہی وہ کسی خاص شخصیت سے وابستہ ہیں، اگران کے مسائل ہیں تو وہی جو قرآن وسنت میں ہیں اور جو سب کے لئے عام ہیں اور اگر وہ کسی کا کہا مانتے ہیں تو وہ صرف محمد رسول اللہ ہیں جو کل کائنات کے امام ہیں:

یا ایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا.

وما ارسلنک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا- وارسلنک للناس رسولا.

دین مکمل ہو چکا ہے اور حضور کے صحابہؓ نے جس دین پر عمل کیا وہ کامل تھا۔ اگر آج کی اختراعات اور بدعات کو دین مان لیا جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ صحابہ نے گویا نعوذ باللہ کامل دین کو نہیں اپنایا، جب کہ ان کے بارے میں اللہ کا فرمان یہ ہے۔ **رضی اللہ عنھم ورضوا عنه**

ظاہر بات ہے کہ صحابہؓ کو یہ اعزاز اس لئے ملا کہ انھوں نے اس دین کی پیروی کی جس کے بارے میں قرآن نے **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا.** فرمایا۔ صحابہ سے اللہ اس لئے راضی ہوا کہ انھوں نے اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کو اپنایا جو صرف اور صرف اللہ کے قرآن اور محمد ﷺ کے فرمان پر مشتمل تھا۔

میرا مقلدین سے سوال ہے کہ بتاؤ حضرت ابوبکرؓ نے کس کی تقلید کی اور حضرت علیؓ نے کس کی تقلید کی اور اگر انھوں نے کسی کی تقلید نہیں کی تو اب تقلید دین وایمان کا لازمہ کیسے بنی۔ روئے زمین کے مقلدین کو میرا چیلنج ہے کہ کوئی ایک مسئلہ ایسا دکھادو جس پر اہلحدیث عمل کرتے ہوں اور وہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔ وگرنہ ہم ایک نہیں، کئی ایک مسائل مقلدین کو ایسے دکھا سکتے ہیں جو قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہیں۔ (جامع مسجد محمدی، کراچی۔۱۹؍مئی ۱۹۸۱ء)

ooo

ملک کی تقدیر

وہ لوگ میدان عمل میں نکل آئے ہیں جنھوں نے قرآن وسنت کے لئے جینا سیکھا ہے اگر قرآن وسنت نہ ہو تو ان کے لئے موت قابل قبول ہوتی ہے۔ اس ملک کی تقدیر اسلام ہے۔ اسلام کے آنے سے ملک کی سالمیت کو تحفظ مل سکتا ہے اس کے بغیر ملک کے ٹوٹ جانے کا خطرہ

ہے۔ لیکن یہ بھی سن لیں کہ جب تک اہل حدیث موجود ہیں وہ نہ اس ملک کو ٹوٹنے دیں گے اور نہ ہی اسلام کی راہ میں رکاوٹوں کو برداشت کریں گے۔

حکمرانوں کی نگاہوں میں پہلے حکمرانوں کی طرح اسلام کھٹکتا رہا ہے۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ لوگوں نے جس مقصد کے لئے قربانیاں دی ہیں اس مقصد کو حاصل کر کے رہیں گے اور اسلام آنے کے بعد حکمران طبقہ کے چوروں، لٹیروں اور غاصبوں کے ہاتھ کاٹے اور کوڑے لگائے جائیں گے۔ (جلسہ عام باغ جناح، گوجرانوالہ۔ ۹ رمئی ۱۹۸۶ء)

○○○

کونسی فقہ

ہم کسی بھی فقہ کے نافذ کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس ملک میں صرف قرآن وسنت نافذ ہونا چاہئے۔ کیونکہ لوگوں نے کسی فقہ کے لئے نہیں بلکہ صرف قرآن وسنت کے لئے قربانیاں دی تھیں، اور قرآن وسنت ہی وہ مشترک چیز ہے جس پر سارے طبقات اور جماعتوں کا اتفاق ہوسکتا ہے۔ (الاسلام، لاہور۔ انٹرویو۔ چٹان۔ لاہور۔ ۵ ردسمبر ۱۹۸۶ء)

○○○

داعی کی صفات

دعوت کا عمل انتہائی خوش اسلوبی، نرمی وحکمت اور مثبت انداز سے ہونا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے عامۃ الناس سے محاذ آرائی ومنفی انداز اختیار کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ اگر چہ ہمارا ایمان ہے کہ عقیدے کے مسئلے میں کسی قسم کی مداہنت اور نرمی جائز ودرست نہیں، پھر داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے معاشرے اور ماحول سے بخیر وخوبی واقف ہو اور وہاں کے لوگوں کی زبان پر مکمل عبور رکھتا ہو۔

اسی طرح داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ماحول کے تمام تر اسلامی نظریات کو جانتا اور ان کا علمی سطح پر مقابلہ کرنے کا اہل ہو اور منطقی انداز سے ان کا رد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(الاسلام لاہو۔ ۲۵/ ۱۸ جولائی ۱۹۸۵ء۔ نمائندہ الدعوۃ الریاض سے انٹرویو۔)

حضرت مولانا محدث گوندلویؒ

مرنا برحق ہے اور مرنے پر کوئی غم اور افسوس نہیں ہوتا ہے کہ بعض لوگ رخصت ہوتے ہیں تو وہ اکیلے ہی رخصت ہوتے ہیں، لیکن بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے اٹھ جانے سے کائنات رخصت ہو جاتی ہے۔

برصغیر میں بہت سے عالم پیدا ہوئے اور جب سے کائنات بنی ہے شاید گوجرانوالہ کو پھر محمد گوندلویؒ نصیب نہ ہو سکے۔ میں نے حضرت کو بڑے قریب سے دیکھا ہے ان کے تلامذہ نے بھی ان کی مجلسیں دیکھی ہیں۔ میں نے ایک رشتے کی وجہ سے جلوتوں کے علاوہ ان کی خلوتوں کو بھی دیکھا ہے۔ گزشتہ ۲۰ سال میں میں نے حضرت کو خلوت میں حدیث پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آج وہ شخصیت ہم سے رخصت ہو گئی ہے۔

جب آپ مدینہ یونیورسٹی میں شیخ الحدیث تھے تو یونیورسٹی کے اساتذہ نے آپ کی دینی بصیرت اور علمی تحقیق سے متاثر ہو کر کہا تھا کہ ہم نے روئے زمین پر اتنا بڑا عالم نہیں دیکھا۔

(باغ جناح، گوجرانوالہ۔ ۵/جون ۱۹۸۵ء)

ooo

دو عظیم شخصیتیں

ہماری دو عظیم شخصیتیں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے اپنے اپنے دور میں اسلام کے خلاف ہر اٹھنے والے فتنے کا تعاقب کیا اور ہر منفی تحریک کا نوٹس لیا، اور مسلک اہلحدیث کی روشنی میں مختلف مذاہب پر عالمانہ اور ناقدانہ کتابیں لکھیں، شیخین کی وفات کے بعد ہمارا یہ محاذ بہت کمزور ہو گیا اور مختلف مذاہب پر لکھنے کا موضوع ہمیشہ تشنہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور اس کی نوازشہائے پیہم سے اور اس کی عطا کردہ توفیق سے اس خاکسار نے تمام فرقِ باطلہ کے رد میں عربی زبان میں کتابیں لکھیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قبولیت عامہ کا مقام عطا فرمایا اور پوری دنیا میں ان کتابوں کو قبول عام کیا، جو لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر کے مسلم

دانشوروں کے ہاتھوں پہنچ چکی ہیں، جن کے ہر قابل ذکر زبان میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ مراکش، مصر، سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات اور عراق کی یونیورسٹیوں میں الفرق و الملل کے شعبہ میں داخل نصاب ہو چکی ہیں۔ کسی کتاب کو اس وقت تک میں نے مکمل نہیں کیا جب تک اس میں مسلک اہلحدیث کی صداقت اور حقانیت واضح طور پر درج نہیں کردی۔ بحمد اللہ اس کارکردگی کے لئے جمعیت اہلحدیث ہی خراج تحسین کی مستحق ہے۔

(اجلاس مجلس شوریٰ مرکز اہلحدیث لارنس روڈ، لاہور۔ ۱۵ر فروری ۱۹۸۶ء)

○○○

دینی تعلیم

حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں وہ لوگ بہت زیادہ قدر و قیمت کے مالک رہے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وقف کیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے راہنمائی کا ذریعہ بن گئے۔ وہ لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں جو اپنی دنیا کو سنوارنے کے لئے اور اپنے مال و دولت میں اضافے کے لئے اپنے بچوں کو اپنی راہ پر نہیں چلاتے بلکہ ان کی عاقبت سنوارنے، اپنی آخرت بنانے اور دینِ حنیف کی سرفرازی کے لئے نبی اکرم ﷺ کی راہ پر چلاتے ہیں، اور یہ لوگ اللہ کی راہ میں بہت بڑی قربانی پیش کر رہے ہیں جنھوں نے علم دین حاصل کیا اور صحیح معنوں میں دین حنیف کی خدمت کی۔ دنیا ان کی سرفرازی کے لئے دعائیں مانگتی رہی۔ ایسے ہی طلبہ کے لئے فرمایا گیا ہے کہ جب وہ چلتے ہیں تو زمین پر نہیں بلکہ فرشتوں کے پروں کے اوپر چلتے ہیں۔ فارغ التحصیل طالب علم یہ احساس کرے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی مسند کا امین ہے۔ علم دین، دنیا کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ طلبہ کا فرض ہے کہ وہ ساری کائنات کو اللہ کی توحید اور نبی ﷺ کی سنت سے منور کرنے کا تہیہ کرلیں، آج ہمارے مسلک کو ایسے جیالوں کی ضرورت ہے جو حق بات کے لئے گردن کٹوانے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ ان شاء اللہ ایسے لوگ ہی برسراقتدار آئیں گے جو پاکستان کی فضا میں سنتِ نبوی ﷺ کا پرچم لہرائیں گے۔

(جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث ۱۸ر مئی ۱۹۸۴ء)

بڑی سعادت

یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے کہ ہم نے دین کے نام پر ان بچیوں کو اپنے بزرگوں کی کتابیں نہیں پڑھائیں۔

سنو! یہ اعزاز اللہ نے صرف اہلحدیث کو بخشا ہے۔ یہ عزت صرف مسلک اہلحدیث کو عطا کی ہے۔ دنیا کا کوئی مسلک، دنیا کا کوئی مذہب، دنیا کا کوئی فرقہ اس اعزاز کا مستحق نہیں بنا جو اعزاز اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کو عطا کیا، وہ اعزاز یہ ہے کہ اہلحدیث اپنے مدرسوں میں اپنے بزرگوں کی کتابیں نہیں پڑھاتے، پڑھاتے ہیں تو رب کا قرآن پڑھاتے ہیں یا محمد ﷺ کا فرمان پڑھاتے ہیں، یہ اعزاز اللہ نے صرف اہلحدیث کو عطا کیا۔ ہمارے ہاں بچوں اور بچیوں کو اس بات کی سند نہیں دی جاتی کہ انھوں نے فلاں فقہ کی کتاب پڑھ لی ہے۔ ہم صرف اس کو سند دیتے ہیں جس نے اللہ کا قرآن اور محمد ﷺ کا فرمان پڑھ لیا ہے۔

اس گئے گزرے دور میں اہل حدیث بچیوں کو بخاری شریف کی سند دی جاتی ہے وہ بخاری شریف جس میں ہر حدیث درج کرنے سے پہلے امام بخاریؒ نے پاک نبی کی پاک مسجد میں بیٹھ کر دو نفل پہلے ادا کئے تھے، یہ حدیث کی وہ کتاب ہے جس کے متعلق امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ دنیا کی ہر کتاب کی کسی نہ کسی بات پر شبہ کیا جا سکتا ہے، لیکن صحیح بخاری کی کسی ایک حدیث پر بھی کوئی شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری فقہ کون سی ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے ہماری فقہ کی سب سے بڑی کتاب امام بخاریؒ کی صحیح بخاری ہے۔ دنیا کا کوئی فقیہ، امام بخاری کے مقابلے میں کوئی چیز پیش نہیں کر سکتا۔ بخاری شریف کا ایک ایک باب فقہ کی سیکڑوں کتابوں پر حاوی اور ان سے زیادہ وزنی ہے۔ (جامعہ اسلامیہ للبنات جی ڈی/۴۔ اوکاڑہ۔ ۶/ اپریل ۱۹۸۵ء)

○○○

جامعہ اسلامیہ للبنات ۴ جی ڈی (اوکاڑہ)

آپ حضرات نے اللہ کی توفیق سے اپنے اخلاص کے بل بوتے پر، اپنی محبت سے، دین کی محبت کی بنا پر، محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے تعلق اور آپ ﷺ کی وراثت سے دلی مظاہرہ کرتے ہوئے ملک بھر میں اپنی طرز کا ایک منفرد ادارہ قائم کیا ہے، جس میں قوم کی بچیوں کو اس تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ کائنات میں جس سے بہتر تعلیم اور کوئی نہیں ہوسکتی، محمد رسول اللہ ﷺ جس طرح کائنات کی سب سے برگزیدہ ہستی ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیمات بھی تمام دنیا کی تعلیمات میں سب سے بہتر اور اعلیٰ مقام رکھتی ہیں، آپ ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے پڑھنے پڑھانے کے لئے وہی لوگ اپنے دلوں میں جذبہ محسوس کرتے اور رکھتے ہیں جن کو اس تعلیم والے آقا ﷺ سے محبت اور پیار ہوتا ہے، اور یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مجھے خود یہاں آنے سے پہلے اس بات کا اندازہ نہ تھا کہ ایک نسبتاً گمنام سی بستی میں اتنا بڑا ادارہ قائم ہے جہاں سے بچیاں دینی تعلیم سے صحیح معنوں میں آراستہ ہوکر فارغ ہورہی ہیں۔ بچیوں کا صحیح بخاری شریف تک پڑھنا یہ اتنی بڑی سعادت ہے۔ جس سعادت پر آپ لوگ کہ جن کے ہاں یہ درس قائم ہے جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ (۶/۱۱پریل ۱۹۸۵ء)

○○○

حقیقی جہاد

آج ہمارا معاشرہ جس قدر تباہ حال، بدحال، پس ماندگی اور بیماریوں کا شکار ہے ایسی بیماریاں اور ایسی بدحالیاں کبھی ہمارے معاشرے میں پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ آج وہ دور آگیا ہے کہ جب گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ آج وہ زمانہ ہے جب برائی کو برائی نہیں محسوس کیا جاتا، آج وہ دور ہے جب لوگ بُرے سے نفرت کرنے کی بجائے اس کی عزت کرتے ہیں۔ ایسے دور میں اللہ کے فرمان، سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو پڑھنا اور اس نیت سے پڑھنا کہ اس کو پڑھ کر اسے لوگوں تک پہنچانا اور اسے دنیا میں پھیلانا حقیقی جہاد ہے۔ صحیح معنوں میں جہاد ہے اور

ایسے مجاہدوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی سرخرو فرمائیگا اور قیامت کے دن بھی سربلند کرے گا۔

حقیقی بات یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اس قدر بگڑ چکا ہے اس قدر خراب ہو چکا ہے کہ اس سے زیادہ کسی معاشرے کی خرابی کا تصور نہیں ہوسکتا۔ پہلی امتوں میں جب معاشرہ اس قدر خرابی کو پہنچتا جس قدر خرابی کو ہمارا معاشرہ پہنچا ہے تو اللہ کا عذاب آجاتا تھا، یہ اللہ کی خصوصی نظر کرم ہے اپنے نبی ﷺ کی امت ہو کر باوجود اتنی برائیوں کے اللہ نے اس کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس بات کا احساس کریں اور ادراک کریں اور یہ سمجھ لیں کہ اللہ نے جو ڈھیل دی ہے اس لئے دی ہے کہ ہم اپنی اصلاح کرلیں ورنہ اللہ کا شدید عذاب آئے گا۔

(جامعہ اسلامیہ للبنات۔ ۴/ جی ڈی اوکاڑہ۔ ۱۶/اپریل ۱۹۸۵ء)

○○○

طلبہ سے خطاب

طلبہ کو چاہئے کہ وہ نصابی کتب کے علاوہ دوسری کتابوں سے بھی استفادہ کریں۔ اس دور میں جب کہ مختلف فتنے اسلام کے لبادے میں عام مسلمانوں کی گمراہی کا سبب بن رہے ہیں۔ طلبہ کا فرض ہے کہ علمی میدان میں ان کا مقابلہ کریں۔ ایک افریقی ریاست گھانا میں قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں اور ان کی تنظیم مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم خیال کی جاتی ہے۔ افریقی طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان دشمنان اسلام کو بے نقاب کرنے کے لئے اپنے آپ کو علمی لحاظ سے مسلح کریں۔ تمام موجودہ گمراہ فرقوں کے متعلق اللہ کے فضل و کرم سے میری تصنیفات عالمی شہرت کی حامل ہیں۔ ان سے طلبہ کو بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

(جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ الریاض، الاسلام۔ ۲۵ مئی ۱۹۸۴ء)

○○○

اختلاف

اختلاف صحابہ کرامؓ، تابعین اور ائمہ کرام کے درمیان بھی ہوا۔ ابھی رسول اللہ ﷺ، دنیا سے رخصت ہوئے تھے کہ اختلاف شروع ہوگیا، عمر فاروقؓ نے اپنی تلوار کھینچ لی کہ جو یہ کہے گا کہ نبی

ﷺ فوت ہو گئے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پتہ چلا بھاگے بھاگے آئے۔ سرورِ کائنات ﷺ کے چہرۂ مبارک سے چادر ہٹائی اس بات کا اطمینان کیا کہ حضور ﷺ فوت ہو گئے ہیں، باہر آئے منبر نبوی پر قدم رکھا اور فرمایا: من کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان منکم یعبد الله فان الله حی لایموت ۔ جو محمد ﷺ کا پرستار ہے وہ سن لے کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور جو رب کا پجاری ہے وہ سمجھ لے کہ رب کبھی نہیں مرے گا، اور دلیل یہ نہیں کہ میں نبی ﷺ کا یار غار ہوں، نبی ﷺ کا ساتھی، نبی کا صدیق بلکہ دلیل یہ ہے کہ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً. (آل عمران/۱۴۴) انک میت و انھم میتون (الزمر/۳) قرآن کا حکم سنا تو فاروق نے سر تسلیم خم کر دیا اہلحدیثوں کا بھی یہی نظریہ ہے۔ (اہلحدیث کانفرنس، ماموں کانجن۔)

OOO

بڑی سعادت

جب کبھی تمہارے دلوں میں کمزوری کا خیال آجائے تو احمد بن حنبلؒ کو یاد کر لیا کرو۔ جب کبھی تمہارے پاؤں میں لڑکھڑاہٹ آئے تو ابن تیمیہؒ اور امام مالکؒ کو یاد کر لیا کرو۔ تم کائنات کے پیچھے چلنے والے نہیں بلکہ کائنات کو پیچھے چلانے والے ہو۔ ہمارے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ امام کائنات ﷺ کے دین کی پاسبانی کرتے ہوئے ہماری جان چلی جائے ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(اہلحدیث کانفرنس، ماموں کانجن ۔۱۹۸۴ء)

OOO

عزت وذلت

ہمارا یہ ایمان ہے کہ کائنات کی کوئی طاقت کسی شخص کو ذلیل ورسوا نہیں کرسکتی جب تک اس کے سر پر خدا کا سایہ موجود ہے، اور نہ دنیا کی کوئی طاقت کسی شخص کو عزت بخش سکتی ہے چاہے اسے مجلس شوری کا رکن ہی کیوں نہ بنادیا جائے، ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ وتعز من تشاءُ وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٔ قدیر اس کی نگاہ کرم پڑی تو اس پر پڑ گئی جس نے جب آنکھ کھولی تو اس کا باپ اس کائنات سے رخصت ہوچکا تھا، جب اس نے ہوش سنبھالا تو ماں کی شفقتوں سے بھی محروم ہوگیا۔ اور اب اس کے جدّ امجد نے اس کے ماں باپ کی جگہ لینی چاہی تو اس کو بھی بلاوا آگیا۔ رب نے تاکا تو اسی کے قلب اطہر کو تاکا اور کہنے والوں نے کہا لولا نزل ھٰذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم (الزخرف) اگر قرآن اترنا ہی تھا تو اس یتیم پر کیوں اترا۔ رب نے کہا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام) اوہ! دنیا کے چودھریوں، عزت تم نہیں بخشتے، عزت میں اکیلا عرش والا بخشتا ہوں۔ کیا تمہارے ہاتھ میں عزت ہے۔ ہم سے آنکھیں نہ لڑایا کرو۔ ہم تو مسلک کے چوکیدار ہیں۔ کعبے کے رب کی قسم ہے۔ نہ تمہاری سیادت کا لالچ ہے نہ تمہاری قیادت کا کوئی جذبہ ہے، اگر جذبہ ہے تو صرف ایک ہے کہ اللہ زندگی دے تو مسلک حق کے دفاع میں گزرجائے اور اللہ قوت دے تو محمد ﷺ کے جھنڈے کو اونچا کرتے ہوئے گزرجائے۔ (سالانہ کانفرنس، ماموں کانجن ۸-۷-۶ را پریل ۱۹۸۴ء)

ooo

مرزائیت

ختم نبوت کا مسئلہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ دشمنان اسلام، مرزائیت کے ذریعے مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں، دنیا کی دو بڑی طاقتیں امریکہ اور روس بظاہر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں اندر سے ایک ہیں۔ افغانستان کے بعض دوسرے علاقوں میں روس جس طرح مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہا ہے۔ امریکہ اسی طرح مشرق وسطیٰ اور

حبشہ میں مسلمانوں کو ذبح کررہا ہے۔ اور اپنے گماشتے اسرائیل کے ذریعے لبنان میں خون کی ندیاں بہا رہا ہے، یہ لوگ اصل میں ان جنگوں کا بدلہ لے رہے ہیں جن میں مسلمانوں نے اسلام دشمن طاقتوں کو ملیامیٹ کردیا تھا۔ مرزائی اور بہائی غیر مسلموں کے آلہ کار بن کر مسلمانوں کے ایمان کو برباد کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ علامہ اقبال نے مرزائیوں کے خلاف جو مضمون لکھے سب سے پہلے پنڈت نہرو نے ان کی مخالفت کی تھی اور اب کمیونسٹ بزنجو نے مرزائیوں کی حمایت کرکے نہرو کی یاد تازہ کردی ہے۔ کتاب وسنت کے ماننے والوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوجائیں، اگر ہم حق کے لئے باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوجائیں تو اللہ اب بھی اسی طرح مسلمانوں کی مدد کرے گا، جس طرح میدان بدر میں مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ اگر مسلمان متحد ہوجائیں تو اس ملک کا قانون اللہ کا قرآن اور رسول پاک کا فرمان ہوگا۔ اگر تمام مسلمان کتاب وسنت پر متحد ہوجائیں تو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان میں اسلام کا پرچم لہرانے سے نہیں روک سکتی۔

○○○

میری لائبریری

ایک بات پوری حتمیت سے کہہ سکتا ہوں کہ فرقوں کے زیر عنوان میری لائبریری کے مقابلہ میں پوری دنیا کے اندر کوئی لائبریری موجود نہیں ہے۔

مذاہب کی تاریخ میں جتنے بھی فرقے اب تک دریافت ہوسکے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک فرقہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا پورا لٹریچر از اول تا آخر میری لائبریری میں موجود نہ ہو۔ ایسی کتابوں کی گنتی ایک لاکھ تک پہنچتی ہے۔ میری یہ دعوت عام ہے کہ فرقوں کے مسئلہ پر جو بھی عالم دین محقق یا اسکالر کوئی تحقیق یا ریسرچ کرنا چاہیں وہ میری لائبریری سے ہر وقت استفادہ کرسکتے ہیں۔

صلائے عام ہے یا رانِ نکتہ داں کے لئے

(ابتسام کالج لاہور، ۱۸ر مارچ ۱۹۸۷ء)

○○○

میرا عزم

مجھے حق گوئی و بے باکی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی کیونکہ میں نے اپنی جان، جسم، مال اور عزت کو اپنے رب کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں، میری جان، میری عزت، میرا مال اللہ تعالیٰ کے دین و شریعت اور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کی سنت پر فدا ہے۔

فان ابی و والدتی و عرضی لعرض محمد منکم وقاء"

(التصوف)

OOO

ہمارا ہمسفر

ہمارے ساتھ جس کو چلنا ہے وہ علیٰ وجہ البصیرت چلے ہمارا راستہ دو طرف جاتا ہے منزل ایک ہے۔ یا سر بلند رکھ کے غازی بن کے جیو یا سر کٹا کے شہید بن کے مرو۔

ہمارا راستہ ابتلاؤں کا راستہ ہے۔ ہمارا راستہ آزمائشوں کا راستہ ہے۔ ہمارا راستہ کٹھنائیوں کا راستہ ہے۔ ہمارے ساتھ چلے تو کئی آبلہ پا چلے۔ جس نے اپنے پیروں میں پھول باندھے ہوئے ہیں وہ بازار گناہ میں چلا جائے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہم کانٹوں پر چلنا سیکھے ہیں، ہم تلوار کی دھاروں پر رقص کرنا سیکھے ہیں۔ ہم بندوقوں کے سامنے محمد ﷺ کی عظمت کے لئے کھڑا ہونا سیکھے ہیں۔ ہم مارشل لاء کے سامنے قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے سر اٹھا کے جینا سیکھے ہیں۔ جو سر جھکانا چاہے وہ داتا دربار چلا جائے ہم کو اس کی ضرورت نہیں۔

(جناح ہال۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۸۶ء)

OOO

شرط ایمان

حضور علیہ السلام کی محبت شرط ایمان ہے اور وہ محبت اپنے باپ اور بیٹے بلکہ ساری دنیا سے بڑھ کر ہونی چاہئے، محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ اطاعت کے بغیر محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ آپ کے حسن تربیت سے جو جماعت تیار ہوئی تھی اس کا جذبۂ فدائیت وایثار تاریخ عالم کا وہ روشن باب ہے جس کی نظیر اس جہان رنگ وبو میں مشکل سے ملے گی۔ ان لوگوں نے عظمت اسلام کی خاطر جو قربانیاں پیش فرمائی تھیں ان کا احاطہ کرنا از حد مشکل ہے۔ بیعت الرضوان کے ۱۴۰۰ صحابہ کرام کے جذبۂ حریت کو دیکھئے۔ اصحاب بدر کے ۳۱۳ کے جنگی کارناموں کو پڑھیے۔ عشرہ مبشرہ صحابہ کے ایثار وقربانیوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ مقام تاسف ہے کہ ان پاکباز نفوس پر آج ایک فرقہ طعن وتشنیع کر رہا ہے۔ جس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔

(جامع مسجد اہلحدیث سرکلر روڈ، راولپنڈی۔ ۱۸-۱۷/ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

○○○

حصول منزل کا سفر

الحمدللہ! تبلیغ دین کے لئے جو کچھ میرے ذہن میں تھا میں اس پر کاربند ہوں، میں جب پاکستان واپس آیا اہل حدیث کا کوئی تشخص اور کوئی شیرازہ بندی نہیں تھی۔ اور اسے ایک چھوٹا سا فرقہ کہا جاتا تھا۔ اس وقت اس جماعت سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمان متحد اور منظم ہیں، چند ایک مفاد پرست ہر گروہ اور ہر قوم میں موجود ہوتے ہیں، اہل حدیث میں بھی موجود ہوتے ہیں اہل حدیث جماعت، قرآن وحدیث سے راہنمائی لیتی ہے، گزشتہ دس پندرہ برسوں میں اس جماعت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ جمعیت اہلحدیث کی کاوشوں کے علاوہ دوسرے فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے اس فرقے کا رخ سعودی عرب میں اسلام کو اس کی اصل ہیئت میں دیکھ کر بھی کیا ہے اسلام اپنی اصل ہیئت میں سعودی عرب سے بہتر اور کہاں ہوسکتا ہے اور سعودی عرب میں رسول عربی ﷺ کا اسلام موجود ہے۔ وہاں قرآن وسنت کی حکمرانی ہے، پاکستان سے جو لوگ

حصولِ روزگار کے لئے اور حج کی سعادت کے لئے سعودی عرب جاتے رہتے ہیں ان کی اکثریت پاکستان میں واپس آنے کے بعد اہلحدیث علماء دین کی تعلیمات سے متاثر ہوتی رہی ہے۔ جمعیت اہلحدیث اب کوئی چھوٹی جماعت نہیں ہے۔ سیاسی طور پر بھی اس کی اہمیت کسی بڑی سیاسی جماعت سے کم نہیں ہے، پاکستان میں میرا واپس آنے کا ایک مقصد تو یہی تھا کہ میں جمعیت اہلحدیث کو منظم و متحد کروں اور میرے جلسوں نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ میری اور میرے رفقاء کار کی کوششیں ناکام نہیں رہی تھیں۔ پاکستان میں میرا آنے کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو اس کے دونوں بنیادی نظریات کے مطابق مستحکم کیا جائے گا۔

پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا اور جمہوری طریقے سے معرض وجود میں آیا اور یہی دونوں اس کے اساسی نظریے ہیں۔ میں نے پاکستان کو جمہوریت کی منزل سے قریب کرنے اور اس میں نفاذ اسلام کے لئے اپنی کوششیں ہر دور میں جاری رکھی ہیں یہ دونوں مقاصد ابھی حاصل نہیں ہوئے ابھی حصول منزل کا سفر جاری ہے۔ (قومی ڈائجسٹ لاہور کو انٹرویو۔ ۳۰ رفروری ۱۹۸۷ء)

OOO

حالت زار

اس وقت ملک کو پھر تباہی کے دہانے پر لاکر کھڑا کردیا گیا ہے۔ لوگو! اپنے آپ کو چوکس، بیدار اور مستعد رکھو کیونکہ چوکیدار جاگ رہا ہو، تو چور چوری نہیں کرتا۔ جمعیت اہلحدیث ملک کی چوکیدار اور پہریدار ہے جب تک ہم موجود ہیں دنیا کی کوئی طاقت پاکستان پر شبخون مارنے کی جرأت نہیں کرے گی، ہم جاگ رہے ہیں اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک پر ہماری زندگی میں کوئی حملہ آور نہیں ہوسکتا، ملک کے حالات متقاضی ہیں کہ قوم میں اتحاد اور جہاد کی خصلت بیدار کی جائے۔ اتحاد کسی فقہ پر نہیں صرف قرآن وسنت پر ہوگا۔ جمعیت اہلحدیث قرآن وسنت کی بنیاد پر ہر جماعت سے اتحاد کے لئے تیار ہے۔ (جہاد کانفرنس، جناح ہال گوجرانوالہ)

OOO

قول وفعل میں تضاد

قوموں کے زوال وانحطاط میں اس کے قول وفعل کے تضاد کا بہت عمل ودخل ہوتا ہے۔ جب کوئی قوم ترقی کی منازل طے کرتی ہے اور عروج کی طرف رواں دواں ہوتی ہے تب اس کے دل اور زبان میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا، اوران کا عمل ان کے ہر قول کی تائید میں ہوتا ہے۔ تاریخ کے اس اصول پر نظر ڈالیں تو ہم پاکستان میں بسنے والے بدترین قسم کی منافقت کا شکار ہیں۔ ہمارے دل اور زبان میں اتنے فاصلے ہیں جنھیں برسوں کی مسافت طے کرنے کے بعد بھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آخری نو برس تو شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں اس دور میں اسلام کے نام نہاد علمبردار اور دعویدار حکمرانوں نے باضابطہ طور پر سچائی پر قدغن عائد کررکھی ہے اور پھر خدا اور رسول کا نام لے کر اس قدر جھوٹ بولا گیا کہ اسلام کا نام لے کر اس قدر کذب بیانی اختیار کی گئی ہے کہ لوگ اسلام کے بارے میں بدگمانیوں میں مبتلا ہوکر رہ گئے ہیں۔ جب کہ اسلام سے بڑھ کر سچائی کا علمبردار کوئی اور دین نہیں ہے۔ اوراسی کے دور میں ہم آج تاریخ کے بدترین موڑ پر کھڑے ہیں کہ اب اگر سنبھلنے کی کوشش نہ کی گئی تو ہم اس عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجائیں گے جس سے نجات حاصل کرنا مشکل ہوجائے گا، اس دور میں ذرائع ابلاغ کے قبلے اور کعبے کو درست کرنے کی بات کی گئی جب کہ سرکاری ذرائع ابلاغ نے وہ گل کھلائے ہیں کہ جس کے نتیجے میں کراچی سے خیبر تک بدامنی اور بے اطمینانی کی آگ لگی ہوئی ہے۔ (الاسلام لاہور۔ ۱۹/جنوری ۱۹۸۷ء، بحوالہ نوائے وقت لاہور)

OOO

کھر صاحب کی اسیری

ہمیں اس بات پر انتہائی دکھ، افسوس اور تعجب ہوا ہے کہ کھر صاحب اوران کے متعلقین نے مہینے دو مہینے کی قید میں ہی اس قدر شوروغل مچایا اور اس قدر اعصاب باختگی کا مظاہرہ کیا ہے کہ سیاسی کارکنوں میں بے حوصلگی پیدا ہوگئی ہے، جب کہ ان کے اپنے زمانہ اقتدار میں لوگوں پر بڑے مصائب ڈھائے گئے، انھیں برف کی سِلوں پر لٹایا گیا ان کے ناخن تک اکھاڑے گئے۔ شاہی قلعے

کے عقوبت خانے میں انھیں اذیت ناک مرحلوں سے گزارا گیا اور کئی علماء کرام اور سیاسی کارکنوں اور راہنماؤں کے ساتھ شرمناک سلوک کیا گیا، اور کتنے ہی لوگوں کو صرف ذہنی ہی نہیں جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ سیاست کی آبرو اس کے تقدس اور جرأت و بہادری کے مظہروں کی وراثت میں انھوں نے اپنی زبان سے اف تک نہیں کی اور نہ ہی شکوہ وشکایت کا کوئی لفظ اپنے لبوں پر لائے، چیخ و پکار، دل برداشتگی، واویلے، دل کی دھڑکنوں کے گنوانے، اپنے جگر اور گردوں کا تذکرہ کرنے اور قصاب کی دکان کی طرح انھیں لوگوں کے سامنے رکھنے اور والدہ محترمہ کی بے ہوشیوں کے تذکرے سے سیاسی کارکنوں میں بے حوصلگی خوف اور پسپائی کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں ہوئی، کیونکہ سارے سیاسی کارکنوں کی مائیں ہوتی ہیں۔ اور ان کے بچے اور اولاد ہوتی ہے اور انھیں وہ سہولتیں میسر نہیں ہوتیں جو ایک سابق گورنر اور وزیر اعلیٰ کو حاصل ہوتی ہیں، اور پھر انھیں اقتدار اور اختیار کے ملنے کی وہ امید اور آرزو بھی نہیں ہوتی جو اس منصب پر فائز رہنے والے انسانوں کو ہوتی ہے، وہ صرف اپنی قوم، ملک اور اپنے وطن کے لئے بے جگری سے دیوانہ وار اور پروانہ وار لڑتے ہیں، ہمیں غلام مصطفےٰ کھر سے ہمدردی ہے اور ہمیں ان کی اسیری کے خلاف اسی طرح ہمدردی ہے جس طرح دوسرے اسیروں سے ہمدردی ہے اور ان کی رہائی کے متمنی ہیں لیکن اس طرح کے واویلے نے جہاں ان کے وقار کو مجروح کیا ہے وہاں سیاسی کارکنوں کو پشیمانی ہوئی ہے۔

(الاسلام، ۹رجنوری ۱۹۸۷ء۔ بحوالہ نوائے وقت لاہور۔)

○○○

مستقل مزاجی

چینیانوالی مسجد میں خطابت کے ابتدائی زمانہ میں انتظامیہ نے مجھے مسجد کے لئے تحصیل زر کی اپیل کے لئے کہا اور میں جو اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا تھا میں نے بھرپور اور زوردار الفاظ میں لوگوں سے مالی تعاون کی اپیل کی، اور آپ مانیں گے نہیں مگر واقعہ یہی ہے کہ میری اپیل کے جواب میں بھری مسجد سے صرف اڑھائی روپے کی رقم جمع ہو سکی۔ میں نے اپنے آپ کو ہمیشہ رجائیت سے ہی وابستہ رکھا ہے اور امید کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ یہ واقعہ اگرچہ میری زندگی کا ایک حادثہ ہی تھا مگر

میں اس سے دل برداشتہ ہو کر نہیں بیٹھ گیا۔ میں نے ہمت نہیں ہاری۔ جدو جہد جاری رکھی۔ دن رات کام کیا۔ بھرپور محنت کی اور پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ جس مسجد میں مسجد کے نمازیوں نے میری بیل کی اڑھائی روپے قیمت ڈالی تھی اسی مسجد میں انھی نمازیوں سے میں نے صرف ایک گھنٹہ بھر کی مختصر نشست میں ۱۹½ لاکھ روپے کی خطیر رقم جمع کر لی۔ (ابتسام کالج لاہور۔۱۸؍مارچ ۱۹۸۷ء)

OOO

کٹھن راہ

یہ سفر جس پر آپ چل رہے ہیں اگر چہ انتہائی کٹھن اور دشوار ہے لیکن اس کے ثمرات اچھے ہوں گے، یہ بھی یاد رکھو کہ اگر ارادے مضبوط ہوں تو رکاوٹیں خود بخود دور ہو جاتی ہیں تمام مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں، آج کے اس دور میں مسلک اہلحدیث کی دعوت پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جب یہ دعوت دی جاتی ہے تو بہت سے چہرے شکن آلود ہو جاتے ہیں، ان کے جبوں اور قبوں میں زلزلہ بپا ہو جاتا ہے ان کی انا کا بت انھیں جھنجھوڑتا ہے کہ اگر اہلحدیثوں کا یہ آوازہ بلند ہو گیا تو ہماری دکانیں بند ہو جائیں گی۔ ہمارے درباروں کی رونقیں ماند پڑ جائیں گی۔ ہماری خود ساختہ شریعتیں منسوخ ہو جائیں گی۔ لیکن اس دعوت کی زد ان پر پڑتی ہے جنھوں نے دین کو دکانداری بنا رکھا ہے۔

کتاب وسنت پر عمل کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر جہاد کا جذبہ پیدا کیا جائے اور اللہ کی راہ میں ہر وقت مرنے اور مارنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اسی میں دین ودنیا کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ (جناح ہال گوجرانوالہ، جلسہ عام جمعیۃ طلبہ اہلحدیث۔۳؍فروری ۱۹۸۴ء)

OOO

چند تلخ حقائق

حضرات! سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ جو لوگ حق کے راستے پر نکلتے ہیں دنیا کی کوئی طاقت ان کا راستہ نہیں روک سکتی۔ مخالفوں کی مخالفتیں، دشمنوں کی دشمنیاں، سازشیوں کی سازشیں

دولتمندوں کی دولتیں ان کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔ **الحق یعلو ولا یعلی.**

حضرات! جب ہم نے اس سال سفر کا آغاز کیا تھا تو ہمیں بے حد مشکلات سے گزرنا پڑا۔ لیکن میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ ابھی تک کسی ماں نے وہ لعل ہی نہیں جنا جو ہمارے حقائق کا سامنا کر سکے۔ یہ **سمعون للکذب، اکلون للسحت** تو ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے سامنے آنے کی جرأت نہیں کر سکتے، کچھ نیک لوگ، مخلص دوست اور صوفی مزاج احباب کہتے ہیں کہ اختلاف نہیں کرنا چاہئے تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے: "**فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول**" کہ ہم کو کتاب وسنت کے سامنے اپنے تنازعے کو رکھنا چاہئے، لیکن وہ ایسا بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم کتاب وسنت کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ دستور کی بات کرو، کیا ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہمارا دستور کتاب وسنت کے تحت ہے یا کتاب وسنت ہمارے دستور کے تحت ہے۔

اگر ہمارا الزام درست ہے تو چور اور خائن کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا تھا:

لو فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا.

حضرات! ہم نے سال بھر میں شوریٰ کے متعدد اجلاس بلا کر اپنے اکابر کی عظمت رفتہ کی یاد تازہ کر دی ہے اور ہم نے شوریٰ کے ارکان کو ان کے حقوق کے استعمال کے مواقع مہیا کر دیئے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ دو تین آدمی کسی کھڈ میں بیٹھ کر اپنی من مانی مرتب کر کے ہاؤس کو انگوٹھا لگانے پر مجبور کر دیں۔ بلکہ ہم شوریٰ کے ارکان کو ان کا حق کھلے دل سے دیتے ہیں اور ان سے صاف صاف کہتے ہیں کہ کھلے دل سے بحث کریں، کسی ابہام اور مجہول کے بغیر ہر بات منقح کریں پھر آپ جو کثرت رائے سے فیصلہ کریں گے ہم اس کے پابند ہوں گے۔ اللہ پاک ہم سب کو کتاب وسنت، اپنے مسلک اور اپنی جماعت کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

(اجلاس مجلس شوریٰ۔ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۸۳ء)

OOO

طلبہ

طلبہ کو قوم وملت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہئے طلبہ کو چاہئے۔ کہ وہ سیاست سے ہٹ کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور قوم وملت کی فلاح و بہبود اور سر بلندی کے لئے کام کریں۔ ہماری تمام تر ہمدردیاں طلبہ کے ساتھ ہیں۔ ہم نومنتخب صدر محمد خاں نجیب کو جمعیت طلبہ اہلحدیث کا صدر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں، اور طلبہ کو ملت کی توقعات پر پورا اترنے کی تلقین کرتے ہیں۔ (مرکزی طلبہ کنونشن لاہور۔ یکم دسمبر ۱۹۸۳ء)

OOO

لاہور میں ہماری مساجد

لوگ اب بیدار ہو چکے ہیں اور ان میں شعور پیدا ہو چکا ہے وہ مسلکِ اہل حدیث سے واقف ہو رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اب اہلحدیث کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ پہلے لاہور میں اہلحدیث کی صرف دو تین مساجد ہوا کرتی تھیں مگر اب اللہ کے فضل وکرم سے صرف لاہور میں ایک سو کے قریب مساجد موجود ہیں۔ جن میں خطبہ جمعہ ہوتا ہے۔

(اہلحدیث کانفرنس، چوک دالگراں لاہور۔ ۶ راگست ۱۹۸۳ء)

OOO

دیوبندیت

ہم نے دیوبندی بھائیوں سے کبھی بھی الجھنے کی کوشش نہیں کی، پھر نہ جانے انھوں نے ہمارے خلاف دشنام طرازی اور اشتہار بازی کا سلسلہ کیوں شروع کر رکھا ہے؟ ان کا یہ فرقہ وارانہ رویہ انتہائی افسوسناک ہے، پاکستان میں بسنے والے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مسلک کی تشہیر کرے، بے بنیاد الزام تراشی اور دشنام طرازی کرکے کسی شخص کو اس کے بنیادی حق سے محروم

نہیں رکھا جا سکتا۔

دیوبندی وہ لوگ ہیں جو مدت دراز تک پاکستان اور ہمسایہ ملک بھارت میں اس بات کا آوازہ بلند کرتے رہے کہ ہم اور اہلحدیث ایک ہیں۔ ہمارے بنیادی عقائد ایک ہیں، توحید کے بارے میں ہمارا عقیدہ یکساں ہے، اور آج ان کی طرف سے ہم پر خشت باری ہورہی ہے جس کی توقع نہ تھی۔ تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ بات ختم کرنے کی بجائے اسے طول دینے کی کوششیں کی جارہی ہیں، جو لوگ ان کی غیرت وحمیت سے کھیل کر، آئے روز ان کی مساجد پر قابض ہورہے ہیں ان کے خلاف تو لب کشائی نہیں کرتے، اور جنھوں نے ان کی مساجد کی نگرانی کی ہو، ان کے خلاف بازار جنگ گرم رکھنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔ شاید انھیں معلوم نہیں کہ دیوبندیت کا وجود تحریک اہلحدیث کا مرہون منت ہے۔ اگر برصغیر پاک وہند میں تحریک اہلحدیث وجود میں نہ آتی تو آج دیوبندیت کا وجود نہ ہوتا، جب تلک اہلحدیث نہ تھے تب تک دیوبندیت کا مذہب کچی روٹی اور پکی روٹی سے آگے نہ تھا۔ یہ اہلحدیث تھے جنھوں نے بتکدوں میں توحید کا نعرہ بلند کیا۔

آج دیوبندی اہلحدیثوں کو علامہ وحید الزماں کی تحریروں کا طعنہ دیتے ہیں کہ انھوں نے یہ لکھا انھوں نے وہ لکھا، دیوبندی حضرات سن لیں کہ ہم یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ علامہ وحید الزماں ہوں یا قاسم نانوتوی، جس کی بات بھی مدینے والے کی بات کے خلاف ہے ہم اس کی طرف پلٹ کر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ یہ بھی سن لو کہ جس کسی کی بات قرآن کے خلاف ہے نبی اکرم ﷺ کے خلاف ہے تو اس کی بات کو پرکاہ کے برابر نہیں سمجھتے۔

دیوبندی حضرات! آج ہمیں بزرگوں کا گستاخ گردانتے ہیں ہم نے دیوبندیوں کا ادب بھی دیکھ لیا ہے کہ ساری زندگی قاری محمد طیب صاحب کو حکیم الامت مانتے رہے، جب ان کی بزرگی کا وقت آیا تو انھیں دارالعلوم دیوبند سے باہر نکال دیا، یہ امر قابلِ غور ہے کہ جو مسائل صحابہ کرامؓ نے نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور اپنی زندگیوں میں حل کئے آج دیوبندی حضرات ان مسائل کو دوبارہ زندہ کر رہے ہیں، خود مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''نبی ﷺ زندہ ہیں'' حالانکہ یہی بات حضرت عمرؓ نے نبی علیہ السلام کے وصال کے موقع پر کہی تھی کہ جو شخص کہے گا کہ حضور فوت ہوگئے ہیں میں اس کی گردن اتار دوں گا، لیکن جب حضرت ابوبکر صدیقؓ

نے اس مسئلے کو قرآن حکیم کی روشنی میں پیش کیا تو حضرت عمرؓ کو بھی اپنے موقف سے رجوع کرنا پڑا۔

(جامعہ محمدیہ۔چوک اہلحدیث گوجرانوالہ۔۵/اگست ۱۹۸۳ء)

○○○

صرف اللہ کا خوف

امام کائنات نے فرمایا جاؤ اس بڑے (ابولہب) کو سنا دو کہ میں زمین پر کسی بڑے کی بڑائی کو نہیں مانتا۔ میں نے تو عرش والے کی بڑائی کو مانا ہے۔ یہ اپنا مال لے کے آجائے۔ اپنی دولت لے کے آجائے۔ اپنا قبیلہ لے کے آجائے۔ میں اکیلا اپنے رب کو لے کے آجاتا ہوں۔ لوگ حیران وششدر ہو کے رہ گئے۔ انگلیاں منہ میں دبالیں، سکتہ طاری ہوگیا۔ زمین سہم گئی۔ آسمان سناٹے میں آگیا۔ ہم نے جرأتیں دیکھیں، لیکن شجاعتوں کا یہ اظہار نہ دیکھا جو آج یتیم مکہ کررہا ہے اور یتیم مکہ مسکراتا ہوا کہہ رہا ہے۔ او! میری شجاعت کا کیا کہتے ہو کہ میرے سر پر تو اس عرش والے نے تاج رکھ دیا ہے جس نے میرے سینے کو کائنات کے ڈر سے بے نیاز کردیا ہے ڈرنا سیکھا ہی نہیں۔ ایک کا ڈر۔ ایک کا خوف۔ ایک کی بڑائی۔ ایک کی کبریائی۔

تم کتنے خوش بخت ہو تم اس محمد ﷺ کی امت میں سے ہو۔ جس محمد ﷺ نے کائنات کے بندوں کو پوری کائنات سے بے نیاز کر کے صرف ایک کا نیاز مند بنا دیا۔

(قرآن وحدیث کانفرنس، سیالکوٹ۔۲۹/فروری ۱۹۸۷ء)

○○○

کبھی یاد کرو گے

”کبھی یاد کرو گے، لیکن اس وقت ہم نہیں ہوں گے اور تم اپنے بیٹوں کو داستانیں سنایا کرو گے کہ جب ہر طرف خوف تھا، ظلمت تھی، تاریکی تھی اور ہر طرف ظلمت کا سناٹا تھا، لوگ اہل حدیثوں کو اپنی بھیڑ بکریاں سمجھا کرتے تھے، ایک کمزور آدمی لاہور سے اٹھا تھا اور اس نے کہا تھا: لوگو! سن لو! اہل حدیث کسی کی بھیڑ بکری نہیں ہیں۔ اہل حدیث اس کائنات کی وہ قوت اور طاقت ہیں کہ

اگر اسے احساسِ ذوق ہو جائے تو دنیا کی کوئی جماعت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اس لئے یہ منفرد جماعت ہے کہ جس کے گھر جب بچہ جنم لیتا ہے تو ماں اسے لوری دیتے ہوئے کہتی ہے، بیٹا! کائنات کے سامنے کٹ جانا گوارا کر لینا، رب کے سوا کسی کے سامنے جھکنا گوارا نہ کرنا۔

او! میری ملت کے جوانانِ رعنا، او میری قوم کے سپوتو! اٹھو آج تمہارے مسلک اور تمہاری جماعت کو تمہاری ضرورت ہے، کس کے لئے؟ حق کی علمبرداری کے لئے! ملک میں کتاب وسنت کی عملداری کے لئے! سرور کائنات کے نام نامی کو بلند کرنے کے لئے! رب کی توحید کو عام کرنے کے لئے! شرک وگمراہی کو مٹانے کے لئے اور کتاب وسنت کو پھیلانے کے لئے!۔ (جلسہ عام قصور۔ ۲۸رفروری ۱۹۸۷ء)

OOO

غیرت مندی

میں نے اپنے پوری زندگی کبھی کسی کی خوشامد نہیں کی اگر چہ مجھے اس عادت کی وجہ سے بار ہا نقصان بھی پہنچا مگر میری غیرت نے خوشامد کی ذلت کے مقابلہ میں نقصان کو قبول کیا، اور اس پر مجھے کبھی پشیمانی نہیں ہوئی، یہاں پاکستان میں میری کتاب ''بریلویت'' کو بلا جواز ہی ضبط کر رکھا ہے لیکن اگر حکومت کو اس بات کا انتظار ہے کہ اپنی کتاب کو آزاد کرانے کے لئے احسان الٰہی ظہیر درخواست پیش کرے تو اس کی یہ خواہش اس کی حسرت ہی بنی رہے گی۔

سعودی عرب میں میری کتاب ''الشیعۃ والسنۃ'' پر پانچ سال تک پابندی عائد رہی۔ میں اگر چاہتا تو مملکت سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد کو صرف ایک خط لکھ کر اپنی کتاب کو آزاد کروا سکتا تھا میرے ان سے گہرے ذاتی مراسم بھی تھے، مگر میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ انھیں اس بارے میں ایک خط بھی تحریر کروں۔ (ابتسام کالج، لاہور۔ ۱۸رمارچ ۱۹۸۷ء)

OOO

جنت کا راستہ

لوگو! آؤ۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ اپنی ذات کے لئے نہیں۔ خدا کی قسم ہے۔ اپنے مقاصد کے لئے نہیں۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ رب کی کبریائی کے لئے۔ محمد ﷺ کی مصطفائی کے لئے۔ لیکن یاد رکھو میرا راستہ پر خطر ہے اور کائنات کے امام ﷺ نے کہا: ان الجنة لمحفوفة بالمصائب أو كما قال. آپ ﷺ تو جنت و دوزخ دیکھ آئے ہیں کہا، آقا! جنت کیسی ہے۔ کہا، جنت سے خوبصورت کائنات میں کوئی جگہ نہیں لیکن راستہ کانٹوں سے بھرا ہوا ہے أحسب الناس ان يتركوا، ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون. کیا لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ جنت انھیں مفت میں مل جائے گی۔

پہلے نبیوں نے جنت کی طرف دعوت دی جنت کے راستے کی طرف چلے تو کانٹوں پر نہیں چلے بلکہ آروں سے چیرے گئے۔ زندہ جلائے گئے۔

ذات کبریا کی قسم ہے کہ میں اپنے جیتے جی تمہیں جنت کی طرف لے کے جاؤں گا۔ ان شاءاللہ۔ میں تمہیں لڑاؤں گا رب کی توحید کے لئے۔ محمد ﷺ کی عظمت کے لئے۔

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

(جناح ہال لاہور۔ ۱۶/نومبر ۱۹۸۶ء)

OOO

نوجوان

نوجوان اسلام کا سرمایہ ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے راہنما اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے اندھیروں میں چراغ جلاتے رہیں گے۔ نوجوان غیر خدائی طاقتوں کا ڈر دل سے نکال دیں۔ حق بات کہنے سے گریز نہ کریں، بعض لوگ شوریٰ کی رکنیت پر بڑے نازاں ہیں انھیں یہ ممبری مبارک ہو لیکن ہم رسول اکرم ﷺ کے دامن کو تھام کر کتاب وسنت کی خدمت کرتے رہیں گے اور ہمیں حکمراں سچ کہنے سے نہیں روک سکتے۔ جب تک جان باقی ہے۔ حق بات کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔

(جامعہ سعیدیہ خانیوال۔ ۵/مئی ۱۹۸۲ء)

مدینہ منورہ میں طلبہ سے خطاب

عزیزان گرامی! آپ تین باتیں یادرکھیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ علم کے حصول میں پوری جدوجہد، محنت اور جانفشانی کو بروئے کار لانا چاہئے تاکہ علمی میدان میں آپ آگے بڑھ سکیں۔ پھر جہاں آپ کا نام روشن ہوگا وہاں اہلحدیث کا نام بھی بلند ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے عرب بھائیوں کے ساتھ بہت گہرا میل جول ہونا چاہئے تاکہ عربی زبان پر بھی عبور حاصل ہو۔ جو یہاں آنے کا حقیقی مقصد ہے، اس ضمن میں یہ بھی اہم چیز ہے کہ اہل حدیث طلبہ کو آپس میں بھی گہرا ربط رکھنا چاہئے تاکہ ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہی رہے، تیسری بات یہ ہے کہ اپنی علمی زندگی میں احقاقِ حق اور ابطال باطل کی خوبی اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ کسی کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر حق کی بات کہنے کی جرأت پیدا کریں۔ اللہ کے سوا کسی کا خوف اور ڈر نہیں ہونا چاہئے۔ (۴راپریل ۱۹۸۲ء)

○○○

ماتم زدہ راعید ماتم دیگر

عیدالفطر کی آمد آمد ہے اور دل خلاف معمول مسرتوں سے معمور نہیں بلکہ خوشیوں سے نفور ہے کہ آج عید ایسے عالم میں آرہی ہے جب کہ سسکیوں، آہوں اور کراہوں کی آوازیں مسلسل ہمارے کانوں سے ٹکرا رہی ہیں، یہ عید مژدۂ جانفزا نہیں لائی بلکہ غم واندوہ کے طوفان سمیٹ کر آئی ہے۔ اے روزعید! یہ ٹھیک ہے کہ تو خوشی اور مسرت کا دن ہے لیکن ان لوگوں کے لئے جنھوں نے سال بھر خوشیوں اور مسرتوں کو سمیٹنے کا سامان کیا ہے، مگر وہ لوگ کس طرح خوشی اور مسرت سے تیرا استقبال کریں جن کی دولت لٹ گئی جن کے گھر جل گئے اور جن کے عبادت خانے ویران ہو چکے ہیں جن کی مسجدیں مرثیہ خواں اور جن کے منبر ماتم کناں! (خطبہ جمعہ، جامع چینیاں والی، لاہور، ۱۷ردسمبر ۱۹۷۱ء)

○○○

اکیلا نہیں ہوں

آج ہم کو طعنہ دیتے ہیں کہ تھوڑے سے اہلحدیثوں کو مروانا چاہتے ہو۔ ہم نے کہا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

جو عرش والے کے لئے مرنے کا ارادہ کرلیتا ہے، عرش والا اس کو زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ یہ مصلحت کوش، ضمیر فروش لوگ اس دَور میں بھی تھے کہتے تھے اکیلے ہو کر کیا کرو گے؟ اور سرورکون ومکاں اپنے چہرے کو اٹھا کر کہتے تھے میں اکیلا نہیں ہوں عرش والا میرے ساتھ ہے۔ اکیلا تو وہ ہوتا ہے، رب جس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ جس کے ساتھ رب ہوتا ہے وہ اکیلا نہیں ہوتا۔''

ooo

اسلام کی آفاقیت

اسلام ایک انتہائی جدید، ترقی یافتہ اور تمام ادوار کے تقاضوں کو پورا کرنے والا دین ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ باقی تمام مذاہب سے اسے زمان ومکان کی حدبندیوں سے ماورا رکھا گیا اور اس کا دائرہ کار کسی خاص مکان تک محدود ہے اور نہ کسی زمان تک، بلکہ ایک ایسا آفاقی عالمگیر دین ہے جو تمام اقوام، تمام زمینوں اور تمام زمانوں پر محیط ہے۔ اس لئے اس کی تعلیمات ایسی ہیں کہ وہ ہر طبقہ، ہر قوم اور ہر دور کے لئے قابل عمل اور سرچشمۂ رشد وہدایت ہے۔

اسلام آج چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اسی طرح تروتازہ تابندہ ودرخشندہ ہے۔ جس طرح آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے تھا۔ جب بھی کسی قوم نے کسی بھی خطۂ زمین پر اسے نافذ کیا تاریخ شاہد ہے کہ وہ قوم بلند وبالا ہوگئی اور جنھوں نے اس سے رشتہ توڑ لیا اور اس کے ضابطہ حیات کو ماننے سے انکار کردیا وہ بلا نظام اور بلا دستور العمل اندھیروں اور پستیوں میں گرتی چلی گئی۔

اسلام اور دور جدید کے تقاضوں کے داعی کے درمیان نبیادی اور اصولی فرق یہ ہے کہ اسلام ہر طبقہ کو ذہنی اخلاقی، قانونی اور سیاسی طور پر ایک ہی سطح پر رکھتا ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں آتا۔

(الاسلام، لاہور، ۶/ اکتوبر ۱۹۷۷ء)

مجلس شوریٰ سے خطاب

جمعیت اہل حدیث کی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع کبھی منعقد نہیں ہوا، یہ امر جماعت میں زندگی اور حرکت وعمل کی نشاندہی کرتا ہے۔ جماعت کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ضروری ہے کہ وقت مقررہ پر انتخابات عمل میں لائے جاتے رہیں تاکہ ارباب اقتدار کا محاسبہ ہوتا رہے۔ (آپ نے میاں فضل حق صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ) جب تک آپ جماعت کی بہبود وترقی کے لئے کام کرتے رہیں گے آپ ہمیں اپنا ساتھی پائیں گے اور آپ نے جب بھی کوئی غلط قدم اٹھایا جس سے مسلک وجماعت کا مفاد مجروح ہوا تو اس پر سب سے پہلے ٹوکنے والا احسان الٰہی ظہیر ہوگا۔

(حضرۃ الامیر کو مخاطب کر کے کہا کہ) ہمارے دینی مدارس کے طلبہ میں ایک ذہنی اضطراب موجود ہے اس لئے کہ ہماری جماعتی قیادت انھیں فکر مہیا نہیں کرتی اور وہ دینی طور پر دوسری جماعتوں کے ساتھ بھی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے سپوتوں کو فکر کی دولت سے بہرہ ور کیا جائے۔ (ڈسٹرکٹ کونسل ہال، فیصل آباد۔ ۱۷/اگست ۱۹۷۵ء)

OOO

جدّہ

جدہ سعودی عرب کی بین الاقوامی پورٹ ہونے کے علاوہ مکہ اور مدینہ کی درمیانی منزل بھی ہے اور ہم وطن آتے اور مکہ مکرمہ جاتے ہوئے کئی کئی دن جدہ قیام اور شہر گردی کیا کرتے تھے۔ جدہ ساحل سمندر پر واقع ہے اور آب وہوا میں نمی ہے، یہ حجاز کا سب سے بڑا شہر اور سعودی عرب کا حقیقی دار الخلافہ ہے۔ اِسماً اور رسماً ریاض کو دار الحکومت کہا جاتا ہے لیکن تمام غیر ملکی سفارتخانے اور ایجنسیاں یہاں واقع ہیں اور بادشاہ بھی سال کا بیشتر حصہ یہیں گزارتے ہیں۔ جدہ بہت بڑی بندرگاہ بھی ہے۔

اس شہر کا بیرونی علاقہ بالکل جدید طرز پر تعمیر شدہ ہے ایسا ہی دکھائی دیتا ہے جیسے ہم مشرق کی بجائے مغرب کے کسی ملک میں ہیں، اندرونی شہر بلند وبالا بارہ بارہ چودہ چودہ منزلوں کے پہلو بہ

پہلوتر کی دور کی تعمیر کردہ چھوٹی اینٹ کی عمارتیں بھی کافی تعداد میں قدامت اور دورِافلاس کی نشاندہی کرتی ہیں۔جدہ میں آکر ایک چیز فوری طور پر محسوس ہوتی ہے کہ گویا فقیری نام کی کوئی چیز اس دنیا میں ہے ہی نہیں، جدھر نگاہ اٹھتی ہے دولت کے انبار لگے نظر آتے ہیں۔پھر یہاں کاروں کا سیلاب اُمڈا ہوا ہے۔اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دیس میں کوئی شخص بھی کار کے بغیر نہیں اور پھر اس بے پناہ دولت کے باوجود چہرے پر ایک اطمینان ہے ایک آسودگی۔کسی کو لٹ جانے کا ڈر ہے نہ پٹ جانے کا۔ہم نے بازاروں میں اس طرح سونے اور چاندی کے ڈھیر دیکھے جس طرح ہمارے ہاں امرود اور مالٹوں کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔کوئی کسی کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے والا نہیں۔قانون محمد ﷺ کی حکمرانی نے ہر شخص کو بے خوف بنا رکھا ہے کسی کو کوئی دھڑکا نہیں۔ (سفرحجاز)

○○○

قانون اسلامی کی برکت

رات کی تاریکی، پرہول سناٹا اور تنہائی اور مال و دولت کے انبار اور صرف ایک نحیف ونزار بقول شخصے مریل مالک تن تنہا اس اطمینان وسکون سے بیٹھا اونگھ رہا ہے جیسے اس کے سامنے روپے پیسے کے ڈھیر نہیں بلکہ ریوڑیاں اور مونگ پھلی پڑی ہے۔مجھے قریب پاکر اور ٹکٹکی باندھے دیکھ کر وہ چونک پڑا اور ٹوٹی پھوٹی اردو میں بولا کیا بات ہے میں نے عربی میں جواب دیا۔بات تو کچھ نہیں، میں حیران ہو رہا تھا کہ سونے چاندی کے یہ انبار اور رات کی یہ تنہائی دور ونزدیک کوئی نگراں اور پاسبان نظر نہیں آتا جب کہ ہمارے ہاں محفوظ عمارتوں میں واقع بنکوں کے گیٹ اس وقت تک نہیں کھلتے۔جب تک گن بردار محافظ دروازہ پر نہ ڈٹ جائے باوجودیکہ روپیہ اندرونی کمروں کے محفوظ لاکرز میں بند پڑا ہوتا ہے۔

وہ مسکرایا اور اس نے دھیرے سے جواب دیا اجنبی جوان! تمہیں نگہبانوں اور نگرانوں کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ اللہ کو نگراں ماننے کے لئے تیار نہیں۔وگرنہ جہاں قانون محمد ﷺ رائج کردیا جائے وہاں کا نگہبان خود خدا ہو جاتا ہے اور پھر ہم نے اپنے ۴ سالہ طویل دور اقامت میں اس کو خوب خوب آزمایا۔ (سفرحجاز)

جنت المعلیٰ - مکہ مکرمہ

سعودی عرب کے تمام قبرستانوں کی طرح یہ قبرستان بھی بالکل کچا ہے اور اس میں کوئی ایک قبر بھی پختہ اور چونا گچ نہیں، نہ تو کسی پر گنبد ہے اور نہ کسی پر لوح۔

بہرحال یہاں آکر اس بات کا علم ہوتا ہے کہ جسم اور قبر کے فنا کے باوجود بھی کچھ لوگ ہمیشہ باقی رہتے ہیں کہ عشق ان کے کام اور نام کو ابد تک کے لئے جریدۂ عالم پر نقش کردیتا ہے۔

گردش لیل ونہار اور طلوع وغروب، شمس وقمر ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ کے نام کو کیسے مٹا سکتے ہیں کہ فضائے مکہ آج بھی ان کی آواز سے معمور و مسرور ہے **لایخزیک اللہ ابداً** (میرے آقا! میرا رب کبھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا کہ آپ یتیموں کے نگہدار، غریبوں کے غمخوار اور مظلوموں کے مددگار ہیں اور عبداللہ بن زبیر آج بھی صلیب پر چڑھے کہہ رہے ہیں، ابھی اس خطیب کے منبر سے اترنے کا وقت نہیں آیا ہے۔" ان کے علاوہ دیگر کئی جلیل القدر صحابہؓ اور تابعین کی قبریں ان ہی قطعات میں بکھری پڑی ہیں۔　(سفرحجاز)

○○○

ایامِ حج

ایام حج میں سرزمین حجاز میں واقعی بہار آجاتی ہے اور رنگ برنگ شگوفے اس کی گود میں کھلتے اور طرح طرح کی کلیاں اس میں مسکراتیں اور قسم قسم کے پھول اس میں نظر نوازی اور روح پروری کا سامان مہیا کرتے ہیں، جدھر دیکھو اک نئی شان، نئی آن، نئی بان نظر آتی ہے، کئی گورے انتہائی گورے موتیے کے پھولوں کی سفید۔ اور کہیں کالے انتہائی کالے بلیک روز (سیاہ گلاب) سے بھی کالے اور کچھ گلابی اور کچھ گیندے کی طرح اور بھانت بھانت کے رنگ اور بھانت بھانت کی بولیاں اور دیس دیس کے لوگ ہمالہ کی ترائیوں سے لے کر جبل برانس کی چوٹیوں تک کے رہنے والے اور ساحل نیل سے لے کر ارض کاشغر تک کے بسنے والے ایک ہی لباس میں ملبوس اور ایک ہی رجز لبوں پر۔ حرمین میں انسان اپنی آنکھوں سے رنگ ونسل کے ان بتوں کو پاش پاش دیکھتا ہے

جنھیں رسول اکرم ﷺ نے چودہ سو سال پیشتر بطحا مکہ کے پڑوس۔ عرفات میں چکنا چور کر دیا تھا۔ کسی گورے کو کالے پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، فضیلت کا معیار ایک ہی ہے اور وہ ہے تقرب الی اللہ اور طہارت باطنی، جتنا کوئی زیادہ طاہر اور جتنا کوئی زیادہ متقی ہے وہ اسی نسبت سے دوسروں سے ممتاز تر ہے۔ (سفر حجاز)

OOO

حرم مکی میں نماز با جماعت

حرم مکی میں نماز با جماعت کا منظر دیدنی ہوتا ہے۔ چہار سو انسان ہی انسان اور ہر چہار طرف سے قبلہ رخ بوسہ ہائے شوق اور سجدہ ہائے ذوق دکھائی دیتے جیسے قدسیوں کی فوج ظفر موج تسبیح کناں، عرش سے فرش تک اتر آئی ہے اور ایسے ہی مسجد حرام رشک فردوس و عدن نظر آئے تو حیرت کیسی۔ جہانگیر نے تو کشمیر کے مرغزاروں کو دیکھ کر کہا تھا۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است ہمین است و ہمین است و ہمین است

اور مجھے بیت عتیق کی دلآویزیاں اور دلربائیاں ریگزار مکہ میں ہی اس شعر کو دہرانے پر انگیخت کر دیتیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ منزل ملائک بھی ہے اور فرودگاہ رحمت بھی کہ کسی لمحہ بھی اس کا صحن ستر ہزار فرشتوں سے خالی نہیں رہتا۔ (سفر حجاز)

OOO

بلد امین

تھوڑی دیر بعد ہم جدہ کی بلند و بالا عمارتوں کو پیچھے چھوڑ چکے اور شہر جمیل بلدہ خلیل کے روشن راستوں میں کھو چکے تھے۔ ان راہوں پر کتنی عقیدتیں رکوع اور کتنی محبتیں سجود کرتی ہیں۔ اس کا کچھ اندازہ ان راہگذاروں سے گزرنے والے ہی کر سکتے ہیں کہ نا آشنائے راہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

مجھے دوسرے ملکوں کے شہروں میں دوسری مرتبہ جاتے ہوئے کبھی وہ امنگ و ترنگ محسوس نہ ہوتی جو پہلی مرتبہ جاتے ہوئے تھی۔ یہ امتیاز صرف سرور کونین ﷺ کے بابا ابراہیم کے شہر

یا آقا ﷺ کی اپنی بستی کو حاصل ہے کہ انسان جب بھی اور جتنی مرتبہ بھی ان کی طرف روانگی کا قصد کرے اپنے اندر ایک نیا ولولہ، نیا جوش، نیا ہمہمہ اور نیا شوق پاتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ اس کا دل اور اس کا دماغ اس کی روح اور اس کا تخیل اسے پیچھے اور بہت پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔

مجھے کعبہ کے مالک نے تقریباً سو سے زیادہ مرتبہ اپنے گھر میں حاضری کی توفیق بخشی کہ مدینۃ الرسول میں قیام کے دوران تقریباً ہر مہینہ میں ایک دو مرتبہ ضرور حجر اسود کو چومنے کعبہ گھومنے اور حالت طواف جھومنے آجاتا، لیکن میں نے کبھی بھی مکہ کی راہوں میں طبیعت میں ملل اور جسم میں کسل کو نہیں پایا، بلکہ ہر آنے میں ایک نیا سرور، نیا حظ اور نیا کیف حاصل ہوتا۔ بھیگی بھیگی آنکھیں اٹھائیں تو دیکھا ام القریٰ آغوش شفقت وا کئے مسکرا اور جگمگا رہی ہے، بستیوں کی ماں! میں تیرے چرنوں میں گناہوں کی سیاہی کو دھونے اور اپنے رب کی بخششوں کو ڈھونڈھنے کے لئے آیا ہوں۔

(سفر حجاز)

ooo

شورش کاشمیری

یہاں کا کوئی ایک فرد چاہے وہ خواندہ ہو، چاہے نیم خواندہ اور چاہے سرخ ہو، چاہے سفید، محکوم ہو یا حاکم، امیر ہو یا فقیر، بوریہ نشین ہو، یا محل نشین، چھوٹا ہو یا بڑا، ایسا نہیں جو شورش کاشمیری کو نہ جانتا ہو، کوئی اسے ادیب کے طور پر جانتا ہے اور کوئی خطیب کے طور پر، کسی نے اسے شاعر کے روپ میں دیکھا، جوان تند و تیز آندھیوں میں بھی ظفر علی کی شمعوں کو فروزاں رکھے ہوئے ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے شورش کو ان تمام رنگوں ان تمام روپوں میں دیکھا اور خوب دیکھا ہے اور انھیں علم ہے کہ حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور معرکۂ حق و باطل میں وہ فولاد ہے۔

پچھلے سال اس کی دھوم اور اس کی شہرت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ مجھے مغربی پاکستان کے تقریباً سبھی علاقوں میں آغا صاحب کے ساتھ تقاریر کے لئے جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ شورش کا نام سن کر لوگ ٹوٹ پڑتے تھے۔ اور یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان بھر میں اس معاملہ میں کوئی دوسرا اس کا مقابل و حریف نہیں اور وہ برصغیر میں ابوالکلامؒ، بہادر

یار جنگ اور عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سلسلے کی آخری کڑی تھے۔ کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن پر قدرت مہربان ہوتی ہے اور انھیں اس طرح کے کمالات سے نوازتی ہے۔ ہم نے بے شمار ایسے بلند پایہ لوگ دیکھے ہیں اور کتابوں میں پڑھا ہے جو بہترین خطیب تھے لیکن لکھ ایک سطر بھی نہیں سکتے اور وہ بھی کہ جب لکھیں تو کہکشاں ان سے حسن مستعار لے لیکن دو حرف بولنے کی سکت نہیں پاتے، اور وہ تو بیشمار ہیں کہ شعر کہتے ہیں تو پھول جھڑتے ہیں لیکن نثر لکھیں تو اُبکائیاں آنے لگیں۔ مگر شورش قسمت کا دھنی، شعر میں غنی، نثر اس کی ہیرے کی کنی اور خطاب اس کا جیسے نیزے کی انی۔ اور پھر شورش کو دیکھ کر مجھے متنبی کا وہ شعر ہمیشہ یاد آ جایا کرتا تھا۔

لا بقومی شرفت بل شر فوبی　　و بنفسی فخرت لا بجد وری

’’مجھے میری قوم و قبیلے نے شرف نہیں بخشا بلکہ میں نے ان کی عزت بڑھائی ہے میں نے کبھی بڑوں کی بڑائی کا سہارا نہیں لیا۔ میری بڑائی کے لئے میری اپنی ذات کافی ہے۔‘‘ مشکلات نے اسے بنایا اور دار و رسن سے آنکھ مچولی نے اسے بڑھایا اور چڑھایا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اسلاف کی دولت جنوں نے اس کے حسن کو اور چمکایا اور اس کے پھریروں کو اور زیادہ بلندیوں پر لہرایا ہے۔

شورش کی اس خوبی کا شاید کم لوگوں کو علم ہو کہ تلوار سے زیادہ کاٹ رکھنے والی زبان و قلم کا مالک بے حد نرم دل بھی رکھتا تھا۔　　(ہفت روزہ اہلحدیث، لاہور۔ ۱۹۷۰ء)

OOO

قبا

باب السلام سے نکل کر قبا کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس راستے سے سیکڑوں مرتبہ گزرا ہے لیکن آج مجھے اس راستے کا ذرہ ذرہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ اسی راستے سے حضور اکرم ﷺ گزرا کرتے تھے اور اگر زمین کو بوسے جائز ہوتے تو میں یقیناً ان ذرات کو چومتا ہوا جاتا جس راستے نے آقا ﷺ کے قدموں کے بوسے لئے تھے، جس پر سے آپ ﷺ کی سواری گزرا کرتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کھجوروں کے جھنڈ نمودار ہوئے اور ان کے عقب میں مسجد قبا کے سادہ مینار نظر آتے تھے میں نے وضو پہلے کر رکھا تھا سیدھا مسجد میں چلا گیا اور اس مقام پر کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کیں جو پہلے حضور اکرم ﷺ کا محراب تھا۔　　(سفر حجاز)

میری منزل

آج سے پورے گیارہ ماہ پہلے میں نے وطن کی آخری سرحدوں کو چھوڑا تھا۔ اس وقت میں اپنی خوش بختی کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا میری منزل مدینہ منورہ تھی، وہ مدینہ جسے سرورِ کونین ﷺ کا گھر ہونے کا فخر حاصل ہے باوجودیکہ وطن کی محبت مجھے بے چین کئے دیتی تھی اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے آنسوؤں کے دبیز پردے محسوس کر رہا تھا، لیکن میرے دل میں خوشی کے طوفان موجزن تھے میری منزل میری ہم سفر تھی اور یہی وجہ تھی کہ تہران اپنے خوبصورت ہوٹلوں، سربفلک عمارتوں اور مسکراتے چہروں کے باوجود میری نظروں میں نہ جچا اور یہی کچھ بغداد اور بصرہ میں گزرا۔ میں ماضی میں الجھا رہا۔ پرسوں میں اپنے وطن کی جانب روانہ ہو جاؤں گا، وہی وطن جس میں میرے ماں باپ رہتے ہیں، جس میں میں پروان چڑھ رہا ہوں جس کی محبت میری نس نس میں رچی ہوئی ہے بلکہ جس کی محبت کو میں اپنا ایمان سمجھتا ہوں لیکن ان سب چیزوں کے باوجود مجھے یہ خیال کوئی بھی خوشی نہ دے سکا کہ میں چند دن بعد اس وطن کو جانے والا ہوں۔ (الاسلام، لاہور۔ ۱۹؍جون ۱۹۸۷ء)

OOO

میری تصانیف کی مقبولیت

میری کتابوں کی بہت زیادہ مقبولیت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ میں نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے ان پر عربی زبان میں بہت کم لکھا گیا ہے اور پھر اسلوب اور انداز کا فرق ہوتا ہے۔ میں بنیادی طور پر خطابت سے دلچسپی رکھتا ہوں اس لئے اندازِ تحریر میں بھی اس کی جھلک موجود ہے۔ عربی زبان کا شکوہ خطابت کے لئے بڑا موزوں ہے، اور اگر یہ اندازِ تحریر میں اپنایا جائے تو اس سے دبدبے اور سطوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کی مقبولیت کا دوسرا سبب یہ ہے کہ میں نے ان کتابوں میں جدید اندازِ تحقیق کو پیش نظر رکھا ہے کوئی بات بھی بلا سند اور بلا حوالہ نہیں لکھتا۔ میری کتابوں کا موضوع اختلافی ہے اس لئے نقد و نظر کی روشنی میں مصادر و مراجع کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میری ایک کتاب کے جواب میں دنیا کے مختلف ملکوں میں پانچ کتابیں چھپی ہیں۔ ان میں میرے اندازِ گفتگو، اسلوب بیان، طرزِ اظہار، طریق استدلال پر تو متعدد اعتراضات

کئے گئے ہیں لیکن میرے کسی حوالے، مصدر اور مرجع کو جھٹلایا نہیں جاسکا۔ مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے اختلافی موضوعات پر مدلل اور موثر پیرائے میں اظہار خیال کیا ہے۔ اس لئے عالم اسلام کی بڑی بڑی تنظیموں نے میری کتابوں کو مبلغین کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اور میری کتابیں یونیورسٹیوں میں ریفرنس کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ (۴ر جون ۱۹۸۲ء۔ الاسلام، لاہور)

OOO

الجہاد

جب قدس کی آبرو لٹ گئی صحرائے سینا میں عرب پٹ گئے، اور جولان کی پہاڑیوں میں صلاح الدین ایوبیؒ کی فتحیابیوں کا بدلہ چکادیا گیا شرم الشیخ اور آبنائے تیراں پہ یہودی قابض ہو گئے، مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی اور اس روز پہلی مرتبہ حرم نبوی کے مینار روشنی کے چراغوں سے محروم رہے، بتیاں گل کردی گئیں اور اندھیرے میں نماز مغرب، عشاء، اور فجر ادا کی گئی۔ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ اللہ یہ دن بھی آنا تھا میرے دل سے ہوک نکلی اور میں نماز مغرب کے بعد روضۂ اطہر کے پڑوس میں دل کے داغ نمایاں کرنے لگا۔

”کبھی دنیا مدینہ سے آنے والے قافلوں کے قدموں کی چاپ سنا کرتی تھی اور آج ہم مدینہ کے راستوں پر یہودیوں کی یلغار کی خبریں سن رہے ہیں۔ تب ہم اسلام کے صحیح معنوں میں علمبردار اور گنبد خضرا کے مکیں کے حقیقتاً پیروکار تھے، اور آج اسلام کو ہم نے چھوڑ دیا اور رحمت و نصرت رب ہم سے منھ موڑ گئی اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ گریبان پھٹ گئے، دامن چاک ہو گئے اور حرم نبوی الجہاد الجہاد کے نعروں سے گونجنے لگا۔ (سفر حجاز)

OOO

ہمارا لٹریچر

وقت کا سب سے اہم تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے اس سرمایہ کے تحفظ کا اہتمام کریں جو دست برد زمانہ کی نذر ہوتا جارہا ہے اور جدید مسائل پر بھی عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق لٹریچر فراہم کردیں کیونکہ قوموں کی موت وحیات کے سلسلہ میں لٹریچر سب سے اہم اور مثبت

کردار ادا کیا کرتا ہے۔ (طارق اکیڈیمی، فیصل آباد۔)

○○○

اسلامی تعزیرات

مجھے آج تک یہ بات سمجھ میں نہیں آسکی کہ کون سی ایسی سزا ہے جس سے بڑی سزا دوسرے قوانین میں موجود ہے۔ یہ بات کہنا کہ مغرب والے اسے وحشیانہ سزائیں کہتے ہیں اس لئے اس کا ذکر نہ کیا جائے۔ انتہائی بزدلی اور جہالت ہے جب کہ مغرب کا تمام معاشرہ فحاشی و عریانی میں ملوث ہے اور انتہائی حد تک اخلاقی عیوب کی پستیوں تک گر چکا ہے۔ اگر ہاتھ کاٹنا وحشیانہ فعل ہے تو گردن کاٹنا وحشیانہ فعل کیوں نہیں ہے؟ کیا مغرب میں پھانسی کی سزا ختم کردی گئی ہے؟ کیا قصاص کی کرسی کو فراموش کیا جاسکتا ہے؟ اور پھر اگر کوئی درندہ صفت شخص کسی شریف دوشیزہ کی زندگی تباہ کردے تو اس میں وحشیانہ پن نظر نہیں آتا۔ اگر ایسے ظالم کو سو کوڑے مارے جاتے ہیں تو اس پر کہا جاتا ہے کہ وحشیانہ بات ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چور کسی کی عمر بھر کی کمائی سے اس کو محروم کردے کسی بے سہارا بچی کا جہیز اڑا لے جائے تو اس میں کوئی بہیمیت نہیں لیکن ایسے شخص کا ہاتھ کاٹنے پر انسانی ہمدردی کی دہائی دی جانے لگتی ہے۔

میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ اگر اسلامی تعزیرات کو کسی غیر اسلامی معاشرہ میں بھی اپنا لیا جائے تو وہ معاشرہ جرائم سے بالکل پاک ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے ۱۹۶۵ء میں دولتِ مشترکہ کے ماہرین قانون کی ایک کانفرنس منعقد سڈنی میں اس بات کا برملا اظہار غیر مسلم قانون دانوں کی طرف سے کیا گیا کہ دنیا میں بڑھتے ہوئے اور پھیلے ہوئے جرائم کی سرکوبی اور استحصال کے لئے اگر کوئی قانون موثر ہو سکتا ہے تو وہ اسلامی نظام عدل اور اسلامی حدود و تعزیرات ہیں۔

(الاسلام، لاہور۔ ۶/اکتوبر ۱۹۷۷ء)

○○○

اہل حدیث کی مخالفت میں

مولانا ظفر احمد عثمانی کا شمار دیوبند کے چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے، اور بیسیوں سال سے

وہ مسند تدریس کو سنبھالے ہوئے ہیں اور کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں، لیکن اہل حدیث کی مخالفت میں سطحیت کا یہ عالم ہے کہ اس قدر پست الفاظ بولتے ہوئے کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے، اور اتنا بڑا الزام تراشتے ہوئے خوف خدا بھی پیش نظر نہیں رہتا، قرآن پر کون عمل نہیں کرتا ہے؟ یہ تو ہم عرض کریں گے ہی لیکن اس وقت یہ بات بے محل نہ ہوگی کہ مولانا عثمانی ساری عمر اہل حدیث کے خلاف لکھتے اور بولتے رہے اور خدا نے ان کو دنیا میں ہی اس کا بدلہ دیا ہے کہ بیٹوں نے حدیث کی مخالفت شعار کرلی ہے، باپ اہل حدیث کی تردید میں لکھتے اور بولتے ہیں گویا کہ جس عمارت کی نیو باپ نے رکھی تھی بیٹوں نے اسے استوار کردیا ہے ؎

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے
دامن کے چاک اور گریبان کے چاک میں

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ پر زبان طعن دراز کرنے والوں کے گھروں اور مدرسوں میں صحیح بخاریؒ کی احادیث کو ماننے والے پیدا ہوں اور پروان چڑھیں۔

○○○

امام ابوحنیفہؒ کی مسجد میں

میں دو برس پہلے علماء کا ایک وفد لے کر عرب ملکوں کے دورے پر گیا۔ اس میں تمام طبقات کے علماء تھے۔ سب سے پہلے ہمارے سفر کا مرحلہ بغداد کے اندر تھا۔ بغداد میں ہم جمعرات کو پہنچے، دوسرے دن جمعہ تھا۔ سب نے فیصلہ کیا کہ جمعہ کہاں پڑھیں؟

کہنے لگے جی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، چنانچہ ہم وہاں گئے، نو علماء کا قافلہ تھا، مجھے اس کی قیادت کا شرف حاصل ہوا، دریائے دجلہ کے کنارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت بڑی جامع مسجد ہے۔ وہاں ہم پہنچے۔ سرکاری مہمان تھے۔ عرب کے اندر یہ رواج ہے کہ جامع مسجد کے اندر مکبر کے لئے ایک اونچی جگہ بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ جہاں مکبر اور چند لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ امام کو دیکھ کر پیچھے سے تکبیر کہتا ہے۔ انھوں نے حکومت کے مہمان سمجھ کر ہم کو اس اونچی جگہ پر بٹھایا۔ اس اونچی جگہ ہمیں جگہ دی۔ ہم نو کے نو ساتھی اکٹھے کھڑے ہوئے۔ تمام طبقات کے لوگ تھے۔ بریلوی دوست

بھی تھے، دیوبندی بھی، ایک شیعہ دوست بھی تھے، اہل حدیث بھی تھے۔

نماز شروع ہوئی۔ اب امام صاحب کی مسجد ہے اور مسجد کے ایک گوشے میں الگ حصے میں امام صاحب کی قبر بھی ہے۔ امام نے والا الضالین کہا۔ ساری مسجد آمین کی آواز سے گونج اٹھی اور یہ کمرے کے اندر چھپ کے بات نہیں کہہ رہا، اسٹیج پہ کھڑے ہو کے ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں۔ دنیا کا کوئی شخص اس بات کی تردید کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کوئی اس زمانے کی بات نہیں کر رہا جس زمانے میں کوئی بغداد پہنچ ہی نہیں سکتا تھا۔ اگر کسی کو شبہ ہو ہمارے ساتھ آئے، ٹکٹ کے پیسے ہم کو دے، اگر وہاں آمین ہوتی ہو ٹکٹ اس کے ذمہ، نہ آمین پکارے تو ہم اس کا کرایہ بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بلند آواز سے آمین کہی۔ اب دو تین مولوی صاحب بیچ میں سے بڑے پریشان ہو گئے۔ ایک تو ہمارے دوست تھے۔ ان کی ہنسی نکل گئی۔ اب میں نے دیکھا جو میرے ساتھ مولوی صاحب تھے، اللہ معاف کرے اور مولوی صاحب نے نماز کے اندر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کہ آمین تو ہوگئی ہے۔ آگے پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے؟

لوگ زمین کی طرف دیکھ رہے تھے، مولوی صاحب آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اب امام نے سورۃ جو پڑھی وہ بھی وہابیوں کی سورت۔ پہلی رکعت میں **سبح اسم ربک الاعلی**. جمعہ کی نماز تھی۔ اب مولوی صاحب اور پریشان ہو گئے۔ یہ کہاں وہابیوں کی مسجد میں ہم کو لے کے آگئے ہیں؟

مسجد امام صاحب کی ہے۔ اب وہ دیکھ رہے ہیں۔ امام نے کہا اللہ اکبر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اس نے بھی اور ساری مسجد نے بھی رفع الیدین کیا۔ رکوع سے سر اٹھایا تب بھی کیا۔ اب جب سلام پھیری۔ ابھی ایک طرف ہی سلام پھیری تو چونکہ وہ میرے بائیں طرف تھے، سلام دائیں طرف پھیری۔ منہ میری طرف ہوا، کہنے لگا وہابیا خوش نہ ہو دونوں طرح جائز ہے۔ میں نے کہا مجھے دوسری طرف سلام تو پھیر لینے دے۔ دوسری سلام پھیری۔ کہنے لگا کیوں ہنس رہے ہو؟

میں نے کہا دونوں طرح جائز ہونے پہ ہنس رہا ہوں۔ کہنے لگا اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟

میں نے کہا یہی عادت تمہیں ڈبو گئی ہے۔ جب کوئی جواب نہیں آتا تو کہتے ہو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کبھی یہ پاکستان میں اپنی مسجد کے اندر کھڑے ہو کے بھی کہا ہے کہ دونوں طرح جائز ہے؟

کہنے لگا کہنے کو تو تیار ہوں لیکن لوگ بڑے بیوقوف ہوتے ہیں۔

○○○

جب ۳۱۳ تھے

رب کعبہ کی قسم جب صرف ۳۱۳ تھے تو کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے آج دس کروڑ ہیں ایف ۱۶ بھی ہیں مگ اور میراج بھی ہیں پھر بھی جہاد نہیں کرتے لیکن جب کونین کے تاجدار ﷺ نے مومنوں کولڑایا، نہ کسی کے پاس تیر تھا نہ تلوار تھی، اگر کسی کے پاس نیزہ تھا تو ڈھال ندارد۔ کمان تھی تو چھوڑنے کے لئے تیر ناپید۔ تیر تھا تو بچاؤ کے لئے زرہ مفقود۔ صرف اور صرف رب پر ایمان و یقین اور کامل اعتماد تھا اور انہی کے متعلق علامہ اقبال نے کہا تھا۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑ ......

(آخری تقریر۔ راوی روڈ، لاہور۔ ۲۳/ مارچ ۱۹۸۷ء)

OOO

اہل حدیث پر
احباب دیوبند کی کرم فرمائیاں

از

علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیرؒ

مقدمہ

حافظ عبدالحمید ازہر

جماعت اہلحدیث

- جس نے برصغیر میں توحید اور اتباع رسول کا علم بلند کیا۔
- جس نے بے شمار مصائب سہہ کر عمل بالحدیث کی اس شمع کو فروزاں کیا جو برس ہا برس سے بجھی بجھی اور خاموش خاموش تھی۔
- جس نے ہر مخالف اسلام اور خلاف شرع قوت کے سامنے سد سکندری کا کام دیا۔
- جس کی کاوش کوشش موجودہ دیوبندی مکتب فکر کی تکوین کا باعث بنی۔

اس کے ساتھ احباب دیوبند نے کیا سلوک کیا؟ ان کی کرم فرمائیوں کی ایک جھلک

اور

تقلید کے بارے میں ایک من گھڑت گفتگو کا پوسٹ مارٹم

صفحات: -/112 قیمت:-/45